جناب
جعفر نوّاب
علیہ الرّحمہ
[...]عالیجناب مولانا سیّد محمّد شاکر صاحب قبلہ نقوی الامروہوی
امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳ (ہندوستان)

۷۸۶

# تعارف

یہ گرانقدر مقالہ ایک عرصے کے اصرار پیہم کے بعد مولانا صاحب موصوف نے مرحمت فرمایا ہے۔ جناب جعفر توابؒ کے حالات زندگی پر غالباً یہ پہلا مقالہ ہے جو یقین ہے کہ افراد ملت کو بیحد پسند آئے گا۔

یقین ہے کہ اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد افراد مومنین طلب فرما کر برادران وطن میں بلاقیمت تقسیم فرمائینگے اور عنداللہ وعندالرسول ماجور ہونگے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۳

محرم الحرام ۱۳۹۳ھ ہجری

فروری ۱۹۷۳ء عیسوی

سید اشتر عباس



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ وآلہ الکریم

**نام ونسب** | نام جعفر کنیت ابو عبداللہ والد ماجد کا اسم گرامی الامام علی النقی الہادی علیہ السلام۔

**القاب** | ابو الکُریّن۔ کذّاب۔ توّاب۔

**ولادت ووفات** | آپ کی ولادت ۲۲۶ھ ہجری میں قرار پائی ہے کیونکہ بقول مجدی ۲۷۱ھ ہجری میں آپ نے بعمر پینتالیس سال وفات پائی

| | |
|---|---|
| قبرہ فی دار ابیہ سامرا | اُن کی قبر اُن کے والد کے گھر |
| مات ولہٗ خمس واربعون سنۃ | میں بمقام سامرہ ہے پینتالیس ۴۵ سال کی عمر |
| ۲۷۱ھ احدی وسبعین ومائتین | میں جبکہ ۲۷۱ھ تھا انتقال کیا۔ |

(منتہی الآمال جلد دوم)

اس طرح آپ امام عسکری علیہ السلام سے بڑے قرار پاتے ہیں۔

**اولاد** | اہل تاریخ آپکی اولاد کی تعداد ایک سو بیس ۱۲۰ تبلاتے ہیں لیکن سلسلۂ نسل صرف چھ صاحبزادوں سے جاری ہوا چنانچہ اسی بنا پر آپکو ابو الکرین کہا گیا۔

اسمٰعیلؒ حریف۔ طاہرؒ۔ یحییٰ ۳ الصوفی۔ ہارونؒ۔ علیؒ ۵۔ ادریسؒ ۶

(اولاد اناث میں بربیہ نامی ایک صاحبزادی محمد بن موسیٰ بن برقع کو منسوب تھیں)

**اخلاق و کردار** اخلاق و کردار کے اعتبار سے جدید تاریخ جناب جعفر کا ساتھ نہیں دیتی بلکہ آپ کی ذات چند در چند الزامات کی مورد قرار پاتی ہے جس میں شراب نوشی سے لے کر دعوائے امامت و مخالفت حضرت حجّت صلواۃ علیہ تک سب ہی کچھ شامل ہے علمائے اعلام نے آپ کے خلاف جو فرد جرم تیار کی ہے اس کا نچوڑ یہ ہے کہ آپ فسق و فجور کے مرتکب شراب کے عادی گانے بجانے کے دلدادہ عیّاشی و فحاشی میں سر برآوردہ اور پھر اسی کے ساتھ امامت کے مدعی تھے حضرت حجة صلواۃ اللہ علیہ کی امامت کے نہ صرف منکر بلکہ آپ کے خلاف بادشاہ وقت کو مخبری کرنے والے حرم محترم امام عالیمقام کو محبوس کرانے والے بھی آپ ہی تھے۔

## لمحۂ فکریہ

جرائم کے اتنے بڑے انبار کے ساتھ دعوی امامت یقیناً نہ سمجھ میں آنیوالا عجیب و غریب مُعمّہ ہے جو اپنے انوکھے تضاد کیوجہ سے ارباب فہم کے لیئے کھلی ہوئی دعوت فکر و نظر ہے کیونکہ جعفر بن علیؑ نہ فاتر العقل تھے اور نہ عامی انھیں اتنا یقیناً معلوم تھا کہ شیعی دنیا امامت کے لیئے عصمت تلاش کرتی ہے معجزات کا مطالبہ کرتی ہے ان حالات میں اپنے ایسے گندے کردار کیسا تھ شیعوں سے حُسن عقیدت کی امید مُعمّہ نہیں تو اور کیا ہے۔

بیشک جہاں تک صرف دعوی امامت کا تعلق ہے اس میں جعفر بن علیؑ (جعفر توّاب) کی تبلائی گئی، بدکرداری سے قطع نظر کوئی تعجب خیز بات



نہیں ہے کیونکہ متعدد امام زادوں کی سابقہ روایات کو دیکھتے ہوئے جعفر بن علیؑ کا غلط دعوی امامت کر دینا بعید از قیاس نہیں جبکہ جعفر یقیناً غیر معصوم تھے وہ اپنے پدر بزرگوار کی جانشینی کے دھوکے میں مبتلا ہو سکتے ہیں اُنھیں فریب بھی دیا جا سکتا ہے لیکن اگر انکی بدکرداری کے افسانوں کو بھی مسلّمہ حقیقت تسلیم کر لیا جائے تو ہر صاحب عقل یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ جعفر بن علیؑ یا بالکل ہی فاتر العقل تھے اور یا پھر دعوی امامت اور بدکرداری میں سے ایک بات یقیناً فرضی ہے۔

لہذا اس سلسلہ میں کسی قسم کا فیصلہ کرنے سے قبل بنیادی طور پر فرض ہو جاتا ہے کہ جناب جعفر ابن علیؑ (جعفر توّاب) کے دعوی امامت اور اُن کے کردار کا علیحدہ علیحدہ تجزیہ کیا جائے۔

## دعوی امامت

علمائے متقدمین و متاخرین تقریباً سب ہی اس رائے پر متفق ہیں کہ جعفر ابن علیؑ نے دعوی امامت کیا۔ اگر اس خیال کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پہلے ہمیں اس دعوی امامت کی نوعیت تلاش کرنا ہوگی جس کے لیئے اور دیگر امام زادوں کے دعوی امامت پر بھی نظر ڈالنا ضروری ہوگی چنانچہ ناحق مدعیانِ امامت کی فہرست میں پہلا نام جناب محمد بن حنفیہ کا لیا جاتا ہے اور آخری نام جعفر بن علیؑ (جعفر توّاب) کا قرار پاتا ہے ان میں سے ہر ایک کو ماننے والے جماعتوں اور فرقوں کی صورت میں تھے اور ہیں۔

جہاں تک اصول کا تقاضا ہے ان میں سے کسی کو بھی افتراء علی اللہ کذابا کے زمرہ سے اس وقت تک خارج نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اُن کے دعوئ امامت مثبت کی مصلحت محقق نہ ہو جائے نفس دعوی کی ناحقانیت کو دیکھتے ہوئے سب ہی ایک جیسے القاب کے مستحق ہیں اور سب ہی مبطل و مفتری وکذّاب کے مصداق قرار پاتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر شخصیت نے اپنے ادّعائے باطل کیوجہ سے ایک ایک مستقل فرقے کو خلعت وجود عطا کرکے دوزخ کا ایندھن بنایا اور اپنے جھوٹے دعوی سے امامؑ برحق کو جھوٹا ثابت کرنے کی سعی نامسعود کی دنیا کو حیرت ہے کہ ان لوگوں نے امام زادہ ہوتے ہوئے اتنی بڑی جسارت کس طرح کی لیکن درحقیقت یہ کوئی بہت بڑی حیرت ناک بات نہیں ہے یہ لوگ یقیناً معصوم زادے تھے لیکن معصوم ہرگز نہیں تھے ہر انسان ایمان کے دس درجے طے کرسکتا ہے لیکن معصوم فقط امامؑ ہی کی ذات ہوسکتی ہے لہذا ان لوگوں سے غیر معصومانہ لغزش قابل تعجب نہیں خصوصاً جبکہ اس لغزش کا اصل محرک خود اُن کا نفس نہیں رہا بلکہ وہ خارجی ماحول تھا جو رسول اسلامؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں نے بنالیا تھا۔ خلافت گری کی وباء عام نے ارباب حل وعقد کی جس نام نہاد جماعت کو جنم دیا تھا اس جماعت نے ہر چابک وچوبند مسلمان کے دل میں ارباب حل وعقد بن جانے کی تمنا پیدا کردی تھی کیونکہ خلیفہ کہلائے جانے کی ہیبتناک مصیبتوں کے بالمقابل خلیفہ گر بن جانا بہت آسان زیادہ پرسکون اور پورا منفعت بخش پیشہ تھا۔ یہ لوگ ہمیشہ اپنی مقصد برآری کے لئے خلافت کے ساتھ خوب خوب کھیلا کئے۔ دیکھا دیکھی شیعوں میں بھی



کچھ مفاد پرست افراد آکر شامل ہوگئے اور انھوں نے امامت کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک شروع کردیا جیسا خلافت کے ساتھ کیا جارہا تھا۔ یہ شامل ہونے والی جماعت صرف مفاد پرست ہی نہیں تھی بلکہ اُن میں شاہی جاسوس بھی شریک تھے جنھوں نے مداخلت کاری میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد تخریب کاری کی مہم شروع کردی تھی اس تخریب کاری کو حکومت کی پشت پناہی حاصل ہونیکی وجہ سے کامیابی کے مواقع کافی ملتے رہے یعنی حکمت عملی سے بعض امام زادوں کو اپنا آلہ کار بناکر سیدھے سادے شیعوں کو بھی بہکے درغلایا گیا مختصر یہ کہ ارباب حل وعقد سمجھے جانے کا چسکا بالآخر شیعوں کو بھی لگ گیا چنانچہ امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سے امامت کا کوئی دور ایسا نہیں گذرا جس میں اس نام نہاد ارباب حل وعقد کی مذہب سوز جماعت نے اپنا کرشمہ نہ دکھلایا ہو ایسے منظم گروہ کے دام فریب میں آکر آلہ کار بن جانا کسی غیر معصوم کے لئے نہ محال ہے نہ تعجب خیز۔ جعفر ابن علیؑ بھی غیر معصوم تھے وہ بھی دام فریب میں آسکتے ہیں وہ بھی اس جماعت کا آلۂ کار بن سکتے ہیں۔

لیکن یہ بات اُس وقت ہے جب ہم جناب جعفرؓ کے دعوی امامت کو دوسرے امام زادوں کے دعوی امامت پر قیاس کریں۔

مگر جہاں تک ان تفصیلات کا تعلق ہے جو براہ راست جناب جعفرؓ سے متعلق ہیں اُن کے نتائج کچھ اور ہی برآمد ہوتے ہیں وہ ہمیں جس منزل پر لاکر کھڑا کردیتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب جعفر نے خود اپنی زبان سے دعوی امامت کبھی نہیں کیا اور نہ اسکی داغ بیل ڈالی بلکہ یہ سارا کھیل اسی نام نہاد

جماعت نے کھیلا۔

کیونکہ ہمیں کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ جناب جعفرؓ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت سے کبھی تعارض کیا ہو جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نام نہاد جماعت نے شہادت امام علی النقی علیہ السلام کے بعد ہی سے بجائے امام حسن عسکری علیہ السلام کے جناب جعفر کو امام تسلیم کر لیا تھا اور باقاعدہ ترویج شروع کر دی تھی۔

ہمیں تاریخ میں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ امام علیہ السلام نے جعفر کو دعوی امامت کے سلسلہ میں ٹوکا ہو جس سے یہ حکم لگایا جاتا کہ جعفر کا اس تحریک میں خفیہ ہاتھ تھا۔

ہمیں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو جعفر کی حرکات و سکنات پر نظر رکھنے کی تاکید فرمائی ہو یا جعفر سے ہوشیار رہنے کی نصیحت فرمائی ہو۔

بلکہ ہمیں تاریخ میں جگہ جگہ یہ نظر آتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام جعفر سے بحسن سلوک پیش آ رہے ہیں۔

اگر قید میں دونوں ایک ساتھ محبوس کر دیے گئے تو پھر امام علیہ السلام تنہا رہائی پر راضی نہیں ہوئے بلکہ کہلا بھیجا کہ ہم دونوں قید کے لئے ایک ساتھ نکلے تھے اب میں واپس اکیلا جاؤں یہ نہیں ہو سکتا۔

یا اپنے ترکہ میں جعفر ابن علیؑ کے لئے بھی وصیت فرمائی ہے۔

مختصر یہ کہ اگر جعفر ابن علیؑ کی طرف سے امامت کے دعوی میں کچھ بھی شرکت ہوتی لازمی طور سے امام حسن عسکری علیہ السلام کے سامنے اس سلسلہ میں بات ضرور نکلتی۔ شیعوں میں اسکا چرچا ضرور ہوتا لوگوں کو چوکنا اور خبردار ضرور کیا جاتا لیکن





یہ سب کچھ نہ ہونا اس کا ثبوت ہے کہ جعفر ابنؓ علی نے دعوی امامت کے سلسلہ میں کسی قسم کی شرکت نہیں کی بلکہ یہ سب کچھ مفسدہ پردازوں کی کارستانی تھی۔

علامہ شہرستانی کی عبارت سے اس کی پوری تائید ہوتی ہے:۔

وقال قوم بامامة علی بن محمدؑ ویقولون هو العسکریؑ واختلفوا بعد موته ایضاً فقال قوم بامامة جعفر بن علیؑ وقال قوم بامامة الحسنؑ بن علیؑ وکان لهم رئیس یقال له علی بن فلان الطاحن وکان من اهل الکلام قوی اسباب جعفر بن علی وامال الناس الیه واعانه فارس بن حاتم بن ماهویه وذلک ان محمداً قد مات وخلف الحسن العسکری قالوا امتحنا الحسن ولم نجد عنده علماً (ملل ونحل)

ایک گروہ علیؑ النقی بن محمد التقیؑ کی امامت کا قائل ہو گیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہی عسکری بھی ہیں پھر ان کی وفات کے بعد ان میں بھی اختلاف ہو گیا پس ایک جتھہ جعفر بن علی (تواب) کی امامت کا قائل ہو گیا اور ایک فرقہ حسن بن علی کو امام کہنے لگا (ان شیعوں) کا ایک رئیس تھا علی بن فلان الطاحن نامی جس کا متکلمین میں شمار تھا اس نے جعفر بن علی کے اسباب امامت کو تقویت دی اور لوگوں کو (ان جعفر کی طرف مائل کر دیا اس سلسلہ میں فارس بن حاتم ماہویہ نے (ابن علی طاحن) کی مدد کی کہا یہ جاتا تھا کہ (ابو جعفر) محمد (بن علی النقی) تو انتقال کر گئے اب (علی النقی) العسکری نے حسن (عسکری) کو اپنے بعد چھوڑا ہے (تو اس کے جواب میں یہ لوگ کہتے) کہ ہم نے حسن کا امتحان لے کر دیکھ لیا ان کے پاس علم نہیں پایا۔ (نعوذ باللہ)

عبارت سے کس قدر صاف ظاہر ہے کہ جمہور کی دیکھا دیکھی شیعوں میں بھی ایسے

افراد شامل ہو گئے جن کا عقیدہ یہ ہو گیا کہ امام کا انتخاب ہماری ذمہ داری ہے
ہم امتحان لے کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون ہمارے لیئے موزوں اور مناسب
ہوگا۔ کس کو امام بنایا جائے۔

علامۂ شہرستانی نے ان لوگوں کو شیعہ ظاہر کیا ہے لیکن ایسا ناممکن ہے۔
کیا یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ انصب خلائق احمد بن عبید اللہ بن الیحیٰی بن
خاقان جیسا مانا ہوا متعصب دشمن شیعت تو امام حسن عسکری علیہ السلام کی یوں
مدح سرائی کرے کہ:-

| | |
|---|---|
| ما رایت ولا عرفت بسر من رائے | میں نے پورے سر من رائے میں |
| رجلا من العلویۃ مثل الحسن بن علی | کوئی علوی مثل حسن بن علی نہ دیکھا |
| بن محمد بن الرضا علیھم السلام | نہ جانتا ہوں اور نہ ان جیسا صاحب |
| ولا سمعت بہ فی ھدیہ وسکونہ و | رشد و ہدایت باوقار و عفیف زیرک |
| عفافہ ونبلہ وکرمہ عند اھلبیتہ۔ | و دانا کریم سنا۔ |

(بحار الانوار)

لیکن شیعہ ہوتے ہوئے کوئی یوں کہنے لگے کہ ہم نے حسن عسکریؑ کا امتحان لیا او
لاعلم پایا۔ بالکل نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ فرقہ پرستوں نے ایک نئے فرقہ کی داغ بیل ڈالی اور جعفر بن
علیؑ کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ جس میں جعفر کا قطعاً ہاتھ نہیں
تھا ورنہ جعفر امام حسن عسکری علیہ السلام سے بڑے تھے انکے لیئے سیاسی حالات
سازگار بھی تھے وہ اگر اس فرقہ کی پشت پناہی کرتے تو اپنے چھوٹے بھائی کے



مقابلہ میں ظاہری کامیابی کے آثار کافی موجود تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ بھی
نہیں ہوا۔ انھوں نے موقع سے فائدہ اٹھانے کی ذرا بھی کوشش نہیں کی
یہی وہ اہم گوشہ ہے جس سے جعفرؒ کی نیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے
اور امامت کی خواہشمندی کے بارے میں صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے کیونکہ
اس کے بعد ہمارے سامنے وہ احادیث آتی ہیں جس میں جعفر کے دعویٰ امامت
کا اشارہ کیا گیا ہے۔

ظاہر ہو کہ اگر یہ احادیث اسناد کے اعتبار سے بالکل صحیح ہیں تو پھر کسی تاویل کی
گنجائش باقی نہیں رہتی۔

چونکہ ان احادیث میں دعوی امامت کے ساتھ کردار جعفر کی بھی نشاندھی
کی گئی ہے اس لیئے ان احادیث پر تفصیلی نظر کردار جعفر کی بحث میں کی جائیگی
جہاں یہ بھی ظاہر کیا جائے گا کہ وہ آخر کونسی بات تھی جس کو دعوی امامت سمجھ
لیا گیا۔ اور ساتھ ہی اس حقیقت پر بھی نظر ڈالی جائے گی کہ اگر جعفر نے زبانی
دعوی امامت نہیں کیا تو تردید بھی نہیں کی۔ اگر جعفر تواب کی نیت سلامت ہوتی
تو تردید ضرور کرتے۔

# کردار

جعفر ابن علیؑ کے غلط کردار ہونے پر روایات، احادیث، توقیعات،
اقوال علماء، شہرت عامہ سب ہی ایک زبان ہیں جس کے بعد اصولاً مجال
کلام باقی نہیں رہتی۔ احادیث میں نہ صرف یہ کہ آپ کے متعلق شراب خواری

لہو لعب کا تذکرہ ہے بلکہ صراحۃً آپ کے لیئے کذّاب کی لفظ موجود ہے۔

جہاں تک اقوال و شہرت کا تعلق ہے اس کو تو کسی غلط فہمی پر محمول بھی کیا جاسکتا ہے لیکن احادیث کا معاملہ دوسرا ہے، حدیث کی مخالفت نہیں کیجا سکتی لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ حدیث ہم سے آنکھ بند کر کے مان لینے کا کبھی مطالبہ نہیں کرتی۔ جہاں حدیث کا جلال اپنے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کی دعوت دیتا ہے وہاں اپنے گرد و پیش اور متعلقات کے بارے میں غور و خوض کی بھی ممانعت نہیں کرتا درایت کا سہارا لے کر نتائج اخذ کرنے کا حق بہرحال مسلّم ہے خصوصاً جبکہ حدیث صرف قطعی الدلالت مانی گئی ہے سند کے قطعی ہونے کا نہ کوئی قائل ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے عہد امامت میں تو وجود امامؑ خود راوی کی صداقت کی ضمانت بن بھی سکتا ہے لیکن زمانہ غیبت کے بعد رواۃ کے سلسلہ میں مطلقاً صدق مقال کی خوش فہمی صرف ادعائے شیعیت پر اکتفا کرتے ہوئے درست نہیں کیونکہ ادعائے شیعیت میں صادق الکلامی خود محل کلام ہے جس سے شیعہ دھوکا کھا سکتے ہیں خود امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں قید خانہ والی روایت اسکی شاہد ہے کہ شاہی جاسوس کے ادعائے شیعیت پر محبوس قیدی یقین رکھتے تھے کہ یہ بھی شیعہ ہے لیکن جب امام علیہ السلام مقید ہو کر تشریف لائے تو آپ نے شیعوں کو آگاہ فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس کے پاس ایک خفیہ کتابچہ ہے جس میں تمھاری تمام باتیں لکھتا ہے اور بادشاہ کو پہونچاتا ہے۔ چنانچہ تلاشی لینے پر وہ کتابچہ اس کے پاس سے برآمد ہوا۔

لہٰذا کردار جعفر کے سلسلہ میں درایت کو بالکل غیر ضروری قرار دے دینا اور صر



یہ فرض کرتے ہوئے کہ انھوں نے غلط دعوی امامت کیا تھا لہٰذا جو ناجائز بات بھی انکی طرف منسوب ہو گی درست ہی ہو گی بالکل نامناسب انداز فکر ہوگا۔

ہمارے ان جملہ ہائے معترضہ سے یہ خیال نہ ہونا چاہیئے کہ ہم جعفر تو آب کی بدکرداری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بجائے انتہائی صالح اور نیک بندۂ مومن ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہم ایسا ہرگز نہیں چاہتے بلکہ ہم صرف مبالغہ کے خارزاروں کے ماوراء جعفر کا واقعی کردار خالص حدیث کے صحیح آئینہ میں دیکھنا چاہتے ہیں جو حاشیہ آرائی سے بالکل مبرا ہو۔

بہرحال سب سے پہلا اساسی سوال کردار جعفر کے سلسلہ میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ جعفر کب سے بدکردار ہوئے۔ شروع ہی سے بدکردار تھے یا کسی اور عہد میں؟ امام علی النقی علیہ السلام کی زندگی میں یا اُن کے بعد؟ مجھے یقین ہے کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اس بات کی تائید کرینگے کہ عہد امام علی النقی علیہ السلام میں جعفر کے کردار خراب ہو جانے کے لیئے اگرچہ اسباب انتہائی قوی تھے لیکن اس کے باوجود جعفر ایک صالح پختہ کردار کہلائی جانے والی شخصیت کی حیثیت سے یاد کیئے جاتے تھے۔ متوکل جس کی سب سے بڑی کوشش اب یہ ہو گئی تھی کہ خلافت اگر غرق مے ناب ہے تو امامت بھی بے جام و سبو کیوں رہ جائے، یہ تردامنی صرف شیخ سے کیوں مخصوص رہے سادات کیوں پاک دامن کہلائے جائیں۔ چنانچہ موسیٰ جو امام علی النقی علیہ السلام کے رشتہ میں بھائی تھے اُن کو صرف اس لیئے کہ وہ شراب خور تھے مدینہ سے بلوایا۔ بس اتنی سی بات کیلیئے

کہ وہ بھی ابن الرضا کہلاتے ہیں امام علی النقی علیہ السلام بھی ابن الرضا
کہلاتے ہیں لہذا جب دربار میں شراب پئیں گے تو شہرت ہوگی کہ ابن الرضا
شراب پیتے ہیں اس طرح دنیا کے سامنے یہ دلیل مشتبہ ہو جائے کہ جانشین رسولؐ
شراب نہیں پی سکتے۔ اس کے بعد تصور کیجئے کہ جس حکومت کا ذہن اس خاص
نکتہ کی طرف مرکوز ہو اور جو متوکل اس فکر میں گھلا جا رہا ہو اور اس کی انجام
دہی کے لئے مدینہ سے تلاش کر کے ایک شرابی سید بلایا جائے وہ متوکل اور اُسکی
حکومت کیا خود حرم محترم میں تربیت پانے والے بچوں سے غافل ہوگی؟

ہندوستان کی شاہی تاریخ خود گواہ ہے کہ کسی کی اعلیٰ خاندانی معیار کو خاک
میں ملانے کا سہل ترین نسخہ ہمیشہ یہی رہا کہ اس خاندان کے لڑکوں کے لئے ایسا
ماحول پیدا کر دیا جائے جس سے وہ بد اطواری کے ہاتھوں خود تباہ ہو جائیں۔
اس لئے قطعاً ناممکن نہیں کہ ارکان حکومت نے جعفر کے کردار کو داغدار بنانے
کے لئے زمین آسمان ایک کر دیے ہوں اور ایسی ماہر جماعت کو مسلط کر دیا ہو
جو جعفرؓ کو بھٹکا سکے لیکن ان تمام امکانات کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ عہد
امام علی النقی علیہ السلام میں کوئی ایک قابل اعتراض بات بھی جعفر کے کردار
میں نظر نہیں آتی صرف یہی نہیں کہ جعفر کا کردار قابل اعتراض نہ تھا بلکہ واقعات
اس نتیجہ تک پہونچاتے ہیں کہ جعفرؓ اپنے کردار کی خوبی کے اعتبار سے لائق التفات
شخصیت تھے ورنہ امامت کے سلسلہ میں جعفر کی طرف نگاہیں اُٹھنا کیا معنی؟ امامت
کے لئے جعفر کا نام پیش کرنے والوں کا مقصد کچھ بھی رہا ہو مگر اتنا تو ماننا ہی پڑیگا
ہر شخص کی نظر میں اس وقت تک جعفر کا کردار اتنا پاک و صاف تھا کہ جس پر



امامت کا دعوی کافی شبہ اور مغالطہ پیدا کر سکے ورنہ جعفرؓ کے دوسرے بھائی حسین
کو (جن کے واسطے آج بھی تاریخ میں صراحت موجود ہے کہ وہ زاہد و عابد تھے اور
حضرت حجتؑ کی آواز سے اُن کی آواز ملتی جلتی تھی) نظر انداز کر کے جعفرؓ کا
نام لیا جانا یعنی چہ؟ ہمیں تو کوئی عقلمند ایسا نظر نہیں آتا جو یہ فرض کر سکے کہ
امامت کے لئے پرہیزگار بھائی کے بجائے اپنے مشن اور مقصد کی کامیابی کے لئے
علی الاعلان فسق و فجور کرنے والے کا نام پیش کیا جا سکتا ہے ہمارے خیال
میں جعفر کا نام جن شخصیتوں نے پیش کیا ان سب کو بے وقوف نہیں کہا جا سکتا ہو
اور آپ نے خود ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ عام جاہل بھی نہیں تھے اتنا بھی نہ
جانتے ہوں کہ عوام فاسق و فاجر کی امامت کو بھلا کس طرح تسلیم کر لیں گے۔
کیونکہ اُنھیں یہ بھی معلوم تھا کہ معاملہ خلافت کا نہیں ہے جہاں حکومت کی طاقت
پیسہ اور ڈنڈے کا زور چلتا ہے اور یزید جیسے شہرت یافتہ فاسق کے لئے خلافت
کی بیعت ہو جاتی ہے بلکہ یہاں معاملہ امامت کا ہے یہاں نہ زور کا سوال ہے نہ
زر کی رشوت کا سوال صرف دل کا سودا ہے کوئی طاقت دل کو ماننے نہ ماننے پر
مجبور نہیں کر سکتی۔ انسان کا دل اور ضمیر نفرت و محبت کے سلسلہ میں آزاد ہوتا
ہے ان لوگوں کو یہ تمام باتیں یقیناً معلوم تھیں اور اس کے باوجود ان لوگوں نے
قرعۂ فال بنام جعفر ہی نکالنا پسند کیا جو قطعاً اس بات کا ثبوت ہے کہ جعفرؓ کے
کردار میں اُس وقت اتنی جاذبیت موجود تھی جو لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف
[illegible] کر سکے۔ اس میلان کو اگر حکومت کی قدغن اور جانی خطرات کے ساتھ دیکھا
جائے تو مسئلہ اور زیادہ صاف ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں تک مروجین اور تحریک

چلانے والوں کے میلان کا سوال ہے انکا میلان اغراض سے وابستہ ہو سکتا ہے وہ حکومت کا خطرہ مول لے کر بھی اظہار میلان کر سکتے ہیں لیکن سوال ہے معتقدین کا جن کو کچھ لینے کے بجائے دینا ہے اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالدینا ہے بھلا یہ لوگ کسی کھلے فاسق پر کس طرح ایمان لے آئیں گے۔

بہر حال یہ غیر مجبور معتقدین کی کثیر تعداد کا جعفر کی امامت پر ایمان لے آنا اس امر کی دلیل ہے کہ جعفر کا کردار انکی نظر میں ایسا ہی تھا جس کو وہ ایک امام کیلئے ضروری سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر لوگوں نے امام علی النقی علیہ السلام سے جعفر کی امامت کے بارمیں دریافت بھی کیا ہے کہ کیا آپ کے بعد یہ ہمارے امام ہوں گے؟

"کشف" من کتاب الدلائل الحمیری عن علی بن عمر النوفلی قال کنت مع ابی الحسن فی صحن جاره فمر علینا جعفر فقلت جعلت فداک ھذا صاحبنا قال لا صاحبکم الحسن۔ (بحار الانوار)

دلائل الحمیری میں علی بن نوفلی سے روایت ہے کہ میں امام علی النقی علیہ السلام کے ساتھ انھیں کے گھر کے صحن میں تھا کہ جعفر ہماری طرف سے گذرے میں نے عرض کی آپ پر فدا ہو جاؤں کیا یہ ہمارے امام ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تمھارے امام حسن عسکری ہیں

اس روایت میں امام علیہ السلام نے جعفر کی امامت کے لئے انکار فرمایا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کے لئے ارشاد فرما دیا۔ لیکن وہ انداز بالکل اختیار نہیں فرمایا جو جعفر کی امامت کو باطل کرنے کے لئے بعد میں آنے والی تمام روایات میں ملتا ہے یعنی جعفر کی بدکرداری کا اظہار کرتے ہوئے مظاہرۂ تعجب یعنی جعفر جیسا بدکردار اور امامت؟ یہ اس امر کی خاص دلیل ہے کہ اگر امام علیہ السلام



کی نظر میں جعفر کا کردار کچھ بھی غلط ہوتا تو آپ بھی وہی انداز اختیار فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ بھلا جعفر جیسا فاسق اور امامت؟

اتفاق کی بات یہ ہے کہ یہ سوال صرف ایک آدمی نے صرف ایک وقت نہیں کیا بلکہ متعدد مرتبہ آپ کے سامنے آیا اور آپ نے ہر مرتبہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کا اظہار فرمایا اور ان مسلسل سوالات کرنے والوں پر برہم نہیں ہوئے۔

یہ تھی دلیل کردار جعفر کے سلسلہ میں اتنی واضح ہے کہ رواۃ فیصلہ نہ کر سکے کہ جعفر اور امامت کا کیا ربط؟ اس لئے ان میں سے اکثر نے ایک ایسی مقدس ہستی اور باکردار فرزند کی طرف ان سوالات کو منسوب کر دیا جن کا اسم گرامی محمد اور کنیت ابو جعفر تھی لیکن راوی کو یہ بات قطعاً یاد نہیں رہی کہ امام علی النقی علیہ السلام جناب ابو جعفر کی امامت کا اصولاً انکار ہی نہیں فرما سکتے تھے کیونکہ امام علیہ السلام کو انھیں ابو جعفر کی امامت کے بارمیں علم مشیئت یہی تھا کہ امام ابو جعفر ہوں گے۔ لہذا کسی بھی شخص سے یہ کہنا کہ امام وقت ابو جعفر نہیں بلکہ امام حسن عسکری ہوں گے بالکل متضاد بات ہو جائے گی۔ اور بدار والی تمام روایات کو جھٹلانا پڑے گا۔

اصل واقعہ یہی ہے کہ جناب ابو جعفرؓ کے انتقال کے بعد ہر چہار جانب سے امام علی النقی علیہ السلام سے سوالات شروع ہو گئے کہ پھر آپ کے بعد کیا جعفر امام ہوں گے؟ اور امام علیہ السلام نے ان سب سوالات کا جواب دیا کہ نہیں بلکہ امام حسنؑ ہوں گے اور کسی شخص کے سوال پر کردار جعفر سے تعارض نہیں فرمایا

اور نہ پوچھنے والے پر برہمی کا اظہار کیا۔ کہ یہ ہر شخص جعفرؓ ہی کا نام کیوں پیش کرتا ہے یہ تمام باتیں اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ عہد جناب امام علی النقی علیہ السلام میں جعفرؓ کا کردار بالکل پاک و صاف تھا۔

لیکن اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ امام علی النقی علیہ السلام کی شہادت ہوتی ہے اور ایک جماعت جعفر بن علیؑ کی امامت کو تسلیم کر لیتی ہے اور انکی امامت کی باقاعدہ ترویج شروع کر دیتی ہے اور پھر ہم یہ دیکھتے ہیں یہی پاک کردار جعفرؓ شراب خوار بن جاتے ہیں ان کو عیاش کہا جانے لگتا ہے گانے بجانے کے شیدا ہو جاتے ہیں گویا بالکل ہی کایا پلٹ جاتی ہے آخر یہ سب کچھ کیا ہو جاتا ہے اور کیوں؟ کیا کوئی با فہم انسان ایسا ہے جو اس بات کو باور کر سکے کہ ایک ٹھوس اور نکھرے ہوئے کردار کا مالک جس کے کردار پر اعتماد کر کے ایک جماعت نے اسکی امامت کی ترویج شروع کر دی ہو وہ بجائے زہد تقویٰ میں زیادتی کرنے کے الٹا فسق و فجور کی طرف مائل ہو جائے؟ تاکہ معتقدین میں اضافہ کے بجائے پراگندگی اور انتشار پیدا ہو کر ملی ملائی امامت ہاتھ سے جاتی ہے۔

جبکہ حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر جعفر کردار کے لحاظ سے پہلے کچھ غلط بھی رہے ہوں تو اب ملنے والی امامت کے لالچ میں زہد و تقویٰ کا ریاکارانہ مظاہرہ شروع کر دیتے جیسا کہ پیری مریدی کی دنیا میں اکثر پیرزادوں نے سجادہ نشینی کی تمنا میں اپنے بگڑے ہوئے چال چلن پر ظاہری خوش اطواری کا غلاف چڑھا لینے کی سعی فرمائی۔ جعفر بھی اپنی خوش کرداری کی خوب نمائش کرتے ہر وقت مصلّیٰ عبادت پر نظر آنے لگتے لیکن نظر جو آ رہا ہے وہ بالکل ہی برعکس ہے



یعنی جو جعفر ابھی تک بالکل پاک و صاف کردار کے مالک ہیں اپنے والد ماجد امام علی النقی علیہ السلام کے انتقال کے بعد جب یہ دیکھتے ہیں کہ ان کا نام امامت کے لیئے نہ صرف لیا جا رہا ہے بلکہ ایک جماعت باقاعدہ امام ماننے لگی ہے تو اپنا سارا زہد و تقویٰ بالائے طاق رکھ دیتے ہیں مصلّیٰ عبادت لپیٹ کر فسق و فجور کے میدان میں کود پڑتے ہیں۔ دنیا خود ہی سوچے کہ یہ معمہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

ہمیں یقین ہے کہ ایک سطحی نظر سے تحقیق کرنے والا جلد بازی میں اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ جعفر تو اب کی امامت کو نہ ماننے والوں نے جعفر کی دشمنی میں انکے خلاف ایسی روایات [illegible] کر لی ہیں تاکہ انکی امامت کی تحریک ناکام ہو جائے۔ لیکن یہ عقیدہ ایک اثنا عشری کیلئے ناممکن ہے۔

بہر نوع یہ مسئلہ اپنے متضاد حالات اور انتہائی پیچیدگیوں کی وجہ سے اتنا آسان نہیں جتنا آسان سمجھ کر دنیا نے جعفر کے متعلق فیصلہ کر لیا ہے کیونکہ ایک طرف جعفرؓ سے عقیدت رکھنے والوں کی جماعت ہے جو انکو مرتبہ الوہیت تک پہونچانے میں ہرنغ نہیں کرتی۔ اور دوسری طرف ایسی روایات ہیں جن سے اُن کے کردار کا دامن داغدار ہوتا ہے۔

## حقیقتِ واقعہ

آیئے معلوم کریں اصل واقعہ کیا ہے؟ اور جعفر ایکا ایکی کیوں بدکردار نظر آنے لگے؟ اور کس لیئے اُن کے اندر اتنا بڑا انقلاب آ گیا؟ کیا یہ سب جعفر کی خباثت نفس کا نتیجہ تھا؟ یا کسی اہم مقصد کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا گیا

تھا؟۔ یاد رکھئیے اگر جعفر کے نفس میں کچھ بھی خباثت ہوتی تو جعفر بجائے مظاہرۂ فسق کرنے کے مظاہرہ زہد و ورع کرتے نظر آتے مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اپنے فسق کو ظاہر کر کے اس نام نہاد جماعت کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اُسکو اتفاقی بات نہیں قرار دیا جاسکتا۔ یہ ضرور کسی سوچی سمجھی مصلحت کے ماتحت ہی ہو سکتا ہے۔ آپ سوال کریں گے کہ بھلا وہ مصلحت کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے کو فاسق و فاجر بنالے اس کے جواب میں اتنا عرض ہے کہ اس مصلحت کو سمجھنے کے لئے تصویر کو اس رُخ سے دیکھئے کہ اگر جعفر اپنے فسق و فجور کا مظاہرہ نہ فرماتے بلکہ ویسے ہی پاکیزہ کردار باقی رہتے تو کیا ہوتا خصوصاً جبکہ جعفر عمر میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے بڑے بھی تھے اور اسی بڑے ہونے کی وجہ سے لوگ جعفر کی امامت کا تصور کرنے لگے تھے اور خصوصاً جبکہ اس شہرت فسق و فجور کے باوجود ماننے والوں کا یہ عالم تھا کہ بزعم مورخین جلیل القدر فقیہ تک امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد اُنکی امامت سے منکر ہو کر جعفر کی امامت کے قائل ہو گئے اور خصوصاً جبکہ جعفر کی شہرت فسق و فجور کے باوجود لوگ مشہور کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے امامت کی وصیت جعفر کے لیئے فرمائی ہے لہذا وہی امام ہیں۔ اور خصوصاً جبکہ مسئلہ غیبت نے شیعوں میں ایک عجیب اضطراب پیدا کر دیا تھا ایسے میں جعفر کا پاک کردار رہنا کتنی ہیبتناک قیامت کا باعث ہوتا؟ جعفر لاکھ منع بھی کرتے تو کیا ہوتا۔ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کے ماننے والوں کو کیا کچھ نہ سمجھایا اور کس کس طرح نہ سمجھایا لیکن کیا ہوا۔ کیا اسمٰعیلی فرقہ کا وجود ختم ہو گیا؟ اگر ختم ہو گیا



تو پھر آخر یہ آغا خانی خوجے کہاں سے آ گئے؟

ہمیں یقین ہے کہ آپ جسقدر سوچیں گے خود بخود حقیقت سے قریب آتے جائیں گے کہ اگر جعفر بعد امام علی النقی علیہ السلام اپنے کو پاکردار باقی رکھتے تو کیا انجام ہوتا۔ اور بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کیا قیامت آجاتی۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے :۔

وقوّوا امر جعفر بعد موت الحسن واحتجوا بانّ الحسن مات بلا خلاف فبطلت امامتہ لانہ لم یعقب والامام لا یکون الا و یکون لہ خلف وعقب۔ (ملل والنحل)

ان لوگوں نے امام حسن (عسکری علیہ السلام) کے انتقال کے بعد جعفر کے معاملہ کو تقویت پہونچانا شروع کر دی اور دلیل یہ پیش کرنے لگے حسنؑ بلا خلف یا بغیر اولاد کے انتقال کر گئے اس لیئے اُن کی امامت باطل ہو گئی کیونکہ انھوں نے اپنا عقب نہیں چھوڑا حالانکہ امام صرف وہی ہوتا ہے جس کا جانشین اور عقب بھی ہو۔

دیکھا آپ نے یہ عالم اُس وقت ہے جبکہ جعفر فاسق و فاجر مشہور ہو چکے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ملاحظہ فرمائیے۔

وتشتت کلمۃ من قال بامامۃ الحسنؑ وتفرقوا اصنافاً کثیراً فثبتت ھذہ الفرقۃ علی امامۃ جعفر ورجع الیھم کثیر ممّن قال بامامۃ الحسنؑ

(امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد) جو لوگ امامت حسنؑ (عسکری) کے قائل تھے اُنکی بات پراگندہ ہو گئی اور یہ لوگ بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو کر رہ گئے البتہ یہ فرقہ جو جعفرؑ کی

منهم حسن بن علی ابن فضال وهو من اجل اصحابهم وفقهاهم وكثير الفقه والحديث۔

(ملل والنحل)

امامت کا قائل تھا اُن کی امامت پر باقی رہا بلکہ بہت سے وہ لوگ جو امام حسن عسکریؑ کی امامت کے قائل تھے وہ بھی اسی فرقہ میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ اُنھیں میں حسن بن علی بن فضال بھی ہیں جو اُن کے جلیل ترین اصحاب میں اور جلیل ترین فقہاء میں شمار ہوتے تھے اور فقہ وحدیث میں بہت زیادہ تھے۔

اس پر اور زیادہ تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔

وغلا بعضهم فی الامامة غلوة ابی الخطاب الاسدی

(ملل والنحل)

اور بعض لوگوں نے تو امامت جعفر کے بارے میں ابی الخطاب الاسدی جیسا (الوہیت والا) غلو شروع کر دیا تھا۔

اسکے بعد شیعوں کے اس انتشار کو ملاحظہ فرمائیے جو غیبت کے سلسلہ میں رونما ہوا۔

اما الذين قالوا بامامة الحسن افترقوا بعد موته احد عشر فرقة وليست لهم القاب مشهورة ولكنا نذكر اقاويلهم

الفرقة الاولى۔ ان الحسنؑ

لیکن وہ لوگ جنھوں نے امامت امام حسن عسکری علیہ السلام کو تسلیم کیا تھا آپکے انتقال کے بعد گیارہ فرقوں میں تقسیم ہو گئے اگرچہ اُن کے لئے کوئی مشہور لقب نہیں ہے لیکن ہم اُنکے نظریات کا ذکر کرتے ہیں۔

عقیدۂ فرقہ اولیٰ امام حسن عسکری علیہ السلام



لم يمت وهو القائم۔ الخ

والثانی قالت ان الحسن مات لكنه يحيى هو القائم۔ الخ

مرے نہیں ہیں بلکہ وہی قائم ہیں۔

فرقۂ ثانی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام انتقال تو کر گئے لیکن وہ پھر آئیں گے اور وہی قائم ہیں۔

---

الثالث قالت ان الحسنؑ قد مات واوصى الى جعفر اخيه ورجعت امامة جعفر۔

فرقۂ ثالثہ۔ بیشک حسنؑ کا انتقال ہو گیا اور اُنھوں نے اپنے بھائی جعفر کو وصی کر دیا اور امامت جعفر کی طرف پلٹ آئی۔

الرابعة قالت ان الحسنؑ قد مات والامام جعفر وانا كنا مخطئين فی الائتمام به اذ لم يكن اماما فلما مات ولا عقب له تبينا ان جعفرا كان محقا فی دعواه والحسن مبطلا (معاذ الله)۔

(ملل والنحل)

فرقۂ رابعہ۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہو گیا حالانکہ امام جعفر ہی تھے دراصل ہم اُن کو امام ماننے میں غلطی پر تھے کیونکہ امام نہیں تھے۔ جب (امام حسن عسکریؑ) کا انتقال ہوا اور اُنھوں نے کوئی عقب نہیں چھوڑا تب ہم پر ظاہر ہوا کہ جعفر ہی اپنے دعوے میں حق پر تھے اور حسنؑ (معاذ اللہ) مبطل تھے۔

اس کے بعد بقیہ فرقوں کے خیالات ہیں جن کا تعلق جعفر کی امامت کے اثبات سے نہیں ہے اس سے آپ کو غیبت حضرت حجت صلوٰۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں شیعوں کے اضطراب کا اندازہ بھی ہو گیا اور جعفر کی طرف میاں ان کا بھی اچھی طرح اندازہ ہو گیا جبکہ یہ وہی جعفر ہیں جو فاسق و فاجر مشہور ہیں اب بتلائیے اگر جعفر اپنے کو باکردار خوش اطوار امام زادہ کی حیثیت سے برقرار نہ

رکھتے تو شیعوں کا کیا حشر ہوتا کیا جعفر کی بالکلیّہ امامت کے علاوہ بھی کوئی اور تصوّر ممکن ہے۔؟

میرے خیال میں اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ سوچی سمجھی مصلحت کیا تھی جس کی وجہ سے جعفر نے دیدہ و دانستہ اپنے کردار کو بگاڑ کر پیش کیا۔

اگر آپ اس راز کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں تو وہ تمام الزامات خود بخود حل ہو جائیں گے جو انکارِ امامت حضرت حجتؑ اور حبس جواری (کنیزوں کی نظربندی) اور بادشاہِ وقت سے شکایت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے مرتبہ کی خواہش کے سلسلہ میں جعفر پر عائد ہوتے ہیں کیونکہ ابھی تو جعفر کا واسطہ صرف شیعوں سے ہے اور اس کے بعد پھر جعفر بادشاہِ وقت کی تفتیش کا مرکز بن کر سامنے آنے والے ہیں۔

بہر حال ان واقعات کو دیکھتے ہوئے اگر ہم جناب جعفر کی مصلحت آمیز بے کرداری کو تسلیم نہیں کرتے تو صرف ایک صورت باقی رہتی ہے کہ قدرت نے غیبت امام علیہ السلام کے سلسلہ میں پیش آنے والے خطرات کے پیش نظر جعفر کو قہری طور سے مجبور کر دیا تاکہ وہ بدکردار ہو جائیں اور ان کی امامت کا جواز باقی نہ رہے لیکن اس نظریہ کو کسی پہلو سے بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس صورت میں جعفر صاف نکل جائیں گے اور تمام الزامات قدرت پر عائد ہوں گے۔ تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیرا۔

لہٰذا بات بس یہیں پر جا کر ٹھہرتی ہے کہ جب جعفر جیسے باکردار امام زادے نے ملاحظہ فرمایا کہ خواہ مخواہ لوگ مجھے امام ماننے لگے اور میرے بڑے



ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھایا جانے لگا۔ مجھے گمراہی کا آلۂ کار بنایا جا رہا ہے تو آپ نے اپنی امامت سے زبانی انکار کو ناکافی خیال کیا اور صرف ایک ہی راہ چارہ و تدبیر نظر آئی کہ خود اپنی ذات کو بالکل ناقابل امامت بنا لیا جائے جعفر امام زادے تھے انھیں بہر حال یہ معلوم تھا حلّت و حرمت کا تعلّق نفس فعل سے نہیں ہے بلکہ منشاء پر فعل حلال و حرام ہوتا ہے۔ لہٰذا اُنھوں نے ایسے ممنوعات و منہیات کا انتخاب کیا جنکو شریعت نے موقع بموقع جائز قرار دے دیا ہے مثلاً شراب، جو مریض کی جان بچانے کیلئے جائز ہے گانا جو دلہن سجانے والی کے لیئے بوقت آرائش عروس جائز ہے دف جو رخصتی کے موقع پر بجایا جا سکتا ہے۔ تاکہ فی الجملہ دامن محفوظ بھی رہے اور دنیا کی نظر میں کردار داغدار بن سکے اور مجھے امام ماننے والے خود ہی مجھے چھوڑ دیں ظاہر ہے کہ اگر مریض کی جان بچانے کیلئے شراب جائز بن سکتی ہے تو تمام شیعوں کی جان بچانے کے لیئے وہ شراب نہ صرف جائز بلکہ واجب قرار پائے گی گانا بجانا فریضہ بن جائے گا۔

ہمارا یہ دعویٰ صرف قیاسی نہیں بلکہ واقعات کی روشنی میں ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، دُور کیوں جائیے فقط جعفر کے فسق و فجور پر خود امام حسن عسکری علیہ السلام کا ردّ عمل ملاحظہ فرمائیے۔ قید خانہ والی روایت کا تجزیہ کیجیے وصیّت امام علیہ السلام کا بغور مطالعہ فرمائیے۔

اور ہادی خلق امامؑ کی ذمہ داریوں پر نظر ڈالیئے ان تمام باتوں کا نتیجہ آپ خود بھی نکالنے پر مجبور ہوں گے کہ جعفر کا کردار قبیح اور امام علیہ السلام

کی بظاہر کنارہ کشی سب بمصلحت تھی۔

یہاں یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ جناب جعفر کی یہ کردار کے سلسلہ میں قربانی صرف امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کی خاطر نہیں تھی بلکہ اس میں سب سے زیادہ بڑا سبب حضرت حجۃ صلوات اللہ علیہ کی غیبت اور امامت اور اس سے بھی بڑھ کر حضرتؑ کی حفاظت تھا لیکن چونکہ یہ سب کچھ در پردہ کیا جا رہا تھا اس لئے حقیقت کے سامنے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر چونکہ یہ اصول بھی ایک حقیقت ہے کہ حقیقی اور مصنوعی بات میں فرق باقی رہ ہی جاتا ہے اسلئے اصل بات اپنے اثرات کو مٹنے نہیں دیتی۔ وہ ہمیشہ طالب حقیقت کے سامنے آتے رہتے ہیں جناب جعفر کے طریقۂ کار نے بھی ایسی نشانیاں چھوڑی ہیں جو اصل حقیقت کی طرف رہبری کرتی ہیں۔

آیئے ذرا تفصیل کے ساتھ جناب جعفر کی قربانی اور ایثار آبرو کا جائزہ لیا جائے جعفر کو جن حالات سے سابقہ تھا اُن میں ایک طرف اپنی عزت و آبرو مال و دولت کا خیال تھا اور دوسری طرف برحق چھوٹے بھائی اور بھتیجے کی امامت اور جان کی حفاظت کا سوال تھا جعفر کو ان دونوں باتوں میں فیصلہ کرنا تھا وہ اپنی عزت آبرو کو مقدم کر سکتے تھے لیکن اُنھوں نے اپنے ظاہری انجام کی پرواہ کیئے بغیر اپنے بھائی اور بھتیجے کی امامت اور حفاظت جان کے لیئے اپنی عزت و آبرو کو قربان کر دیا۔ یہ قربانی معمولی قربانی نہیں ہے باکردار انسان اپنی جان قربان کر سکتا ہے عزت و آبرو قربان کرنا مشکل ہے لیکن اگر مقصد عظیم ہو تو پھر ایک باکردار ہی سے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی عزت و آبرو کی



بازی لگا دے یہی وجہ ہے کہ کسی نے اپنے کو مجنون بنا لیا اور کوئی بظاہر دیوانہ نظر آنے لگا اور کسی نے فسق و فجور کا مظاہرہ کر کے امامت کو بچا لیا۔

جعفرؓ کے لیئے سب سے زیادہ مشکل مسئلہ حضرت حجۃ صلوات اللہ علیہ کی حفاظت سے متعلق تھا جس میں حالات اسقدر پیچ در پیچ تھے جن سے عہدہ برآ ہونا بہت دشوار تھا۔ جعفر کو موقع کی نزاکتوں کا بھی پورا احساس تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ غیبت مشیت کا اٹل فیصلہ ہے جس کے واسطے ایک مدت معینہ تک بھتیجے کے متعلق ہر راز مخفی رکھنا ضروری ہے۔ جعفر بھتیجے کی حفاظت باقرار وجود تو کر سکتے تھے لیکن اس سلسلہ میں اہل حرم پر کیا گذرتی، کتنی جانیں شبہ کی وجہ سے ضائع ہوتیں کتنے محترم بدن تازیانوں کا شکار ہوتے کہ امامؑ کو ہمارے حوالہ کرو، اسکا اندازہ نہیں لگا یا جا سکتا۔ جعفر گھر کے بزرگ تھے، ذمہ دار تھے، آپ اور مخدرات حرم سب سے زیادہ ظلم کا نشانہ بنتے اس کو اس طرح دیکھیئے کہ جعفر کے مطلقاً انکار وجود حجتؑ کے باوجود حرمِ محترم کی نگرانی کی گئی۔ شیعوں کے گھروں کی تلاشیاں لی گئیں لیکن اگر جعفر یہ کہتے کہ امام موجود ہیں مگر ہم تم کو نہیں دینگے یا موجود ہیں مگر معلوم نہیں کہ کس کے پاس ہیں تو کون شیعہ ایسا ہوتا جس پر حضرتؑ کی تلاش کے سلسلہ میں مظالم کے پہاڑ نہ توڑے جاتے۔ بہر حال جعفر نے طریقہ معین کیا کہ حضرت کے وجود ہی سے مطلقاً انکار کیا جائے لیکن اس کے لیئے انتہائی سخت امتحانی منزل ایک اور سامنے تھی یعنی بھرے مجمع میں امام علیہ السلام کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھانا یہ وہ مشکل سوال تھا جس کا

حل آسانی سے تلاش کرنا ممکن نہیں تھا جعفر نے اس منزل کو بھی انتہائی حسن تدبیر سے سر کیا۔ امام نے اُٹھے ہوئے شہر کو نماز پڑھائی جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے امام کو نماز پڑھاتے دیکھا اُنھوں نے تلاش امامؑ میں سرگرداں بادشاہ وقت کو اطلاع پہونچائی حکومت کے فرستادے ۵ سالہ صاحبزادے کی تلاش میں نکلے جعفر دربار میں طلب کیے گئے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جو عملہ پانچ سالہ بچے کی تلاش میں نکلا وہ ایک کنیز کی نگرانی کے لیے شناخت حمل کرنے والی عورتوں کو لا رہا ہے اور وہ کنیز ان عورتوں کی نگرانی میں فرضی حمل کی معیّنہ مدّت گذار رہی ہے اسکو حکومت کی ناکامی اور جعفر کا حُسن تدبیر نہ کہا جائے تو اور کیا ہے۔ ہمارے خیال میں حکومت کو اتنا بڑا جھانسہ جعفرؒ صرف کذّاب بنکر ہی دے سکتے تھے۔ اور عین ممکن ہے کہ کذّاب کا لقب حکومت ہی نے اپنے کھسیانے انتقام کے ساتھ دیا ہو کیونکہ جعفر برابر قسم شرعی کھا کھا کر یہی کہتے رہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے بھائی کا کوئی عقب ہے اُنھوں نے میراث میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ سے فرضی مقدمہ لڑا کر بھی یہی ظاہر کیا کہ اگر امام حسن عسکریؑ کی اولاد ہوتی تو میں ہرگز وارث نہیں ہو سکتا تھا لیکن عجیب و غریب اتفاق ہے کہ اخفائے راز حضرت حجت صلوات اللہ علیہ کے سلسلہ میں جو جو تدبیریں ضروری اور لابدی تھیں وہ سب الزام بن کر سامنے آئیں اور جعفر کا ناقابل معافی جرم قرار پا گئیں۔ اگرچہ حفاظت کی مہم سر ہو جانے کے بعد حضرت حجّت صلوات اللہ علیہ سے معافی کی سند بھی ملگئی لیکن حضرت حجّت صلواللہ علیہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنیوالے شیعہ انھیں کذّاب ہی کہہ کر یاد کرتے رہے۔ شاید حضرت حجّت صلوات اللہ



علیہ کا یہ فعل انھیں پسند نہ آیا ہو۔

آئیے ذرا ان الزامات کا تفصیلی جائزہ لے کر دیکھا جائے جو خاص طور سے حضرت حجّتؑ صلوات اللہ علیہ کے سلسلہ میں جعفر پر عائد کیے جاتے ہیں۔

علّامہ مجلسی رح نے یہ تمام الزامات اس طرح تحریر فرمائے ہیں:۔

وخلف ابنه المنتظر لدولة الحق وكان قد اخفى مولده وستر امره لصعوبة الوقت وشدة طلب السلطان الزمان له واجتهاده في البحث عن امره لما شاع من مذهب الشيعة الامامية فيه وعرف من انتظارهم له فلم يظهر ولده في حياته ولا عرفه الجمهور بعد وفاته وتولى جعفر بن علي اخو ابي محمد اخذ تركته وسعى في حبس الجواري ابي محمد واعتقال حلائله وشنع على اصحابه بانتظارهم ولده وقطعهم بوجوده والقول

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے بعد اپنے صاحبزادے کو چھوڑا جو حکومت الٰہیہ کے منتظر ہیں اور آپکی ولادت اور آپکے معاملات کو زمانہ کی مشکلات کیوجہ سے چھپائے رکھا نیز چونکہ بادشاہ آپ کی فکر و تلاش میں بہت زیادہ کوشاں تھا کیونکہ شیعوں میں آپکے متعلق خبریں پہلے ہی سے مشہور تھیں اس لیے امام حسن عسکری نے اپنے فرزند کو کسی پر ظاہر نہیں فرمایا اور نہ جمہور نے آپ کی وفات کے بعد ذکر جانا۔ جعفر بن علی اپنے بھائی کے ولی بن گئے اور اُنھوں نے امام حسن عسکری کے ترکہ پر قبضہ کر لیا اور کنیزوں کی نظر بندی اور قید میں کوشش کی اور اصحاب امام حسن علیہ السلام کو عقیدۂ انتظار حضرت حجّۃ صلوات اللہ علیہ پر نیز عقیدۂ وجود پر بُرا بھلا کہنے لگے یہاں تک زور ڈرایا

باما متہ واعزی بالقوی حتی
اخافهم وشد دهم وجری
علی مخلف ابی الحسن بسبب ذالك
كل عظيمة من اعتقال وحبس
وتهديد وتصغير واستخفاف
وذل ولم يظفر السلطان منهم
بطائل وحاز جعفر ظاهر تركته
ابی محمد واجتهد فی القيام
علی الشيعة مقامه فلم يقبل
احد منهم ذالك ولا اعتقده
فيه فصار الی السلطان الوقت
يلتمس مرتبة اخيه وبذل
مالا جليلا وتقرب بكل
ما ظن انه يتقرب به فلم
ينتفع بشیء من ذالك۔

دھمکایا جس کی وجہ سے پسماندگان ابی الحسنؑ
کو ہر قسم کی مشکل اور ڈراوے دھمکاوے و توہین کی
مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں اور بادشاہ کبھی
اُن کی طرف سے مطمئن نہ ہو سکا جعفر نے آپ
کے ظاہری ترکہ پر قبضہ کر لیا اور آپ کے مرتبہ
فائز ہونے کی کوشش کرنے لگا جبکو شیعوں
میں کسی نے نہیں مانا نہ جعفر کا اعتقاد کیا
پس جعفر بادشاہ کے پاس پہونچے اور اپنے
بھائی کے مرتبہ کے خواہشمند ہوئے اور کافی
پیسہ خرچ کیا اور ہر وہ بات جس میں جعفر کو
تقرب ہوتا نظر آیا انجام دینے لگے لیکن
اس سے کوئی فائدہ نہ نکل سکا۔

(بحار الانوار)

یہاں ایک بات درمیان میں آگئی ہے اس کی طرف اشارہ کر ہی دیا جائے تو بہتر ہوگا وہ یہ کہ ان الزامات میں بدکرداری کے الزام کی وجہ بھی بتا دی گئی ہے کہ تقرب شاہی کی غرض سے کردار بگاڑا گیا اس تقرب شاہی کو دنیا منفعت ذاتی پر محمول کرے لیکن حفاظت حضرت حجتؑ صلوات اللہ علیہ کے لیئے اس تقرب



کو بھی بہت بڑا دخل ہے جس کی افادیت مخفی نہیں۔

بہر حال اس کے بعد والدۂ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے مقدمہ وراثت کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

فكانت لها اقاصيص
يطول شرحها مع اخيه جعفر
من مطالبته اياها بميراثه
وسعايته بها الی السلطان و
كشف ما امر الله عزّ وجلّ
ما امر الله عزوجل بستره وادعت
عند ذالك صقيل انها حامل
فحملت الی دار المعتمد
فجعلن نساء المعتمد وخدمه
ونساء القاضی لموفق وخدمه
ونساء القاضی ابن ابی الشوارب
يتعاهدن امرها فی كل وقت
ويراعونه الی ان دهمهم
امر الصغار وموت عبيد الله
بن يحيی ابن خاقان بغتة
وخروجهم من سر من رأی

والدۂ امام حسن عسکری علیہ السلام
کے جعفر سے متعلق بہت سے واقعات ہیں
جن کی شرح میں طول ہوگا مثلاً میراث
جعفر میں سے مطالبہ حق۔ بادشاہ وقت سے
ان محترمہ کی شکایت کرنا جس معاملہ کی
پوشیدگی کا حکم اللہ نے فرمایا تھا اس کو ظاہر
کر دینا۔ چنانچہ اس موقع پر صقیل نامی کنیز
نے اسکا دعویٰ کیا کہ وہ حمل سے ہے جسکی
بنا پر صقیل کو معتمد کے گھر میں منتقل کر دیا گیا
اور معتمد کی عورتیں اور خادمائیں نیز موفق
باللہ کے قاضی کی عورتیں اور خدمتگار نیز
قاضی ابن شوریب کے گھر کی عورتیں اور
خدمتگاروں نے اس کنیز کے بارے میں
نگرانی کا وقت تقسیم کر لیا اور دیکھ بھال
شروع کر دی یہاں تک کہ معاملہ صغار و موت
عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان ایکا ایکی واقع

| | |
|---|---|
| وامر صاحب الزنج بالبصرۃ | ہوگئی جس کی وجہ سے سرمن رائے چھوڑنا پڑا، |
| وغیر ذالک فشغلھم | نیز صاحب زنج کی بصرہ میں بغاوت رونما ہوگئی |
| عنھا۔ (بحار الانوار) | انھیں تمام باتوں نے ان لوگوں کو کنیز سے غافل کردیا۔ |

یہ ہیں وہ تمام الزامات جو جعفر بن علی کے خلاف عائد کیے جاتے ہیں خلاصہ کے طور پر ان تمام الزامات کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

نمبر۱۔ حضرتؑ کے مقابلہ میں دعویٰ امامت کیا۔

نمبر۲۔ حضرتؑ کے وجود سے انکار کیا اور امامت اور غیبت کے بارے میں شیعوں کا مذاق اُڑایا اور اذیتیں پہونچائیں۔

نمبر۳۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے ترکہ پر ناجائز قبضہ کیا اور آپ کی والدہ سے مقدمہ لڑے۔

نمبر۴۔ خلیفہ وقت سے حضرت حجۃ صلوات اللہ علیہ کی مخبری کی اور جس راز کو اللہ نے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا تھا آشکار کردیا۔

نمبر۵۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیزوں کو نظر بند کرادیا۔

## دعویٰ امامت

ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ جعفرؒ نے اپنے امام ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ دنیا کو جس وجہ سے آپ کے دعویٰ امامت کا شبہ ہوا در اصل وہ دو تین باتیں ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ جعفر نے ارکان حکومت سے خواہش کی کہ مجھے بھائی کا مرتبہ



دے دیا جائے اگر اس خواہش کا مطلب امامت ہے تو جعفر کے بھولے پن کی داد نہیں دی جاسکتی۔ خصوصاً پوری تاریخ امامت و خلافت دیکھتے ہوئے۔

ذرا سوچیے کہ جعفر کیا واقعاً ایسی سادہ لوحی کرسکتے ہیں؟ کیا انھیں معلوم نہیں تھا کہ شروع ہی سے حکومت امامت کی جانی دشمن ہے۔ بفرض محال اگر جعفر کو موقع کی نزاکت نہیں معلوم تھی تو عبید اللہ بن یحییٰ ابن خاقان سے اسی خواہش کے جواب میں یقیناً معلوم ہو گیا تھا ملاحظہ ہو۔

احمد بن عبید اللہ طویل روایت کے ذیل میں لکھتا ہے کہ:۔

| | |
|---|---|
| فجاء جعفر بعد قسمۃ المیراث | میراث کی تقسیم ہو چکنے کے بعد جعفر میرے |
| الی ابی وقال لہ اجعل لی مرتبۃ | باپ کے پاس آئے اور کہا کہ میرے باپ اور |
| ابی واخی اوصل الیک فی کل | بھائی کا مرتبہ مجھے دلوا دیجیے میں آپ کو ہر سال |
| سنۃ عشرین الف دینار فزجرہ | بیس ہزار دینار دیا کروں گا۔ بس میرے باپ |
| ابی واسمعہ وقال لہٗ یا احمق | نے جعفر کو جھڑک دیا اور اُن کو سب کچھ کہہ سنایا |
| انّ السلطان اعزہ اللہ جرد | اور کہا کہ اے بیوقوف بادشاہ نے اپنی تلوار |
| سیفہ وسوطہ فی الّذین زعموا | اور تازیانہ کو ان لوگوں پر بلند کر رکھا جو لوگ |
| انّ اباک واخاک ائمۃ لیردھم | خیال کرتے تھے کہ تمھارے باپ اور بھائی امام |
| عن ذالک فلم یتھیا لہ ذالک | ہیں یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ ان لوگوں کو اس |
| فان کنت عند شیعۃ ابیک | خیال سے روک دے لیکن اُس سے ممکن نہ ہو سکا |
| واخیک اماماً فلا حاجۃ | پس اگر تم اپنے باپ اور بھائی کے شیعوں کے |
| بک الی السلطان یرتبک و | نزدیک امام ہو تو تم کو بادشاہ یا کسی اور شخص |

مراتبهم ولا غير السلطان
وان لم تكن عندهم بهذه
المنزلة لم تنلها بها۔ واستقله
عند ذالك واستضعفه

(بحار الانوار)

کی ضرورت کہ وہ تمھیں وہ رتبہ د
اور اگر تم ان لوگوں کے نزدیک اس منز
کے نہیں ہو تو یہ مرتبہ ہرگز نہ پا سکو
اس کے بعد میرے باپ نے جعفر کو بہت
خفیف کیا۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اتنا کچھ سمجھا دینے کے باوجود جعفر بادشاہ وقت سے
بھائی کے مرتبہ کے خواہاں ہیں، ہو سکتا ہے کہ دنیا اس کو حماقت در حماقت قرا
دے لیکن در حقیقت یہ جعفر کی بہت بڑی مصلحت تھی جعفر جان بوجھ کر کس بھولے
سے بادشاہ کو بیوقوف بنا رہے تھے اور یقین دلا رہے تھے کہ میرے بھائی کے
کوئی اولاد نہیں ہے اب میں ہی صرف اس لائق ہوں کہ بھائی کا قائم مقام بنو
ہماری اس دلیل کو اس وقت اور تقویت حاصل ہو جاتی ہے جب ہم تاریخ کے طا
نظر ڈالتے ہیں جہاں ہمیں یہ دکھلائی دیتا ہے کہ اس وقت بھی ایک کثیر تعداد جعف
کو امام مان رہی تھی اور لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر شامل ہو رہے تھے بھلا پھر جعفر کو بادش
سے مرتبہ کی بھیک مانگنے سے کیا سروکار ہو سکتا ہے! ایسے موقع پر تو جعفر بادشا
کو نگاہ میں بھی نہ لاتے لیکن چونکہ بادشاہ کے ذہن کو بھتیجے کی طرف سے موڑنا تھا
اس لئے جعفر نے مرتبہ کا سوال کیا۔

دوسری بات جس کی وجہ سے جعفر کے دعوی امامت کا شبہ ہوتا ہے خود جعفر کا
ایک خط ہے جسے انھوں نے کسی شیعہ کے نام لکھ کر بھیجا تھا۔ راوی نے اس خط کو
امام زمانہ کے حضور میں بھیجدیا جس کے جواب میں امام علیہ السلام نے جعفر کو مبطل



ومدعی علی اللہ الکذب فرمایا۔ اس خط اور جواب خط سے بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے
کہ جعفر نے امامت کا دعوی کیا تھا۔ لیکن اگر اس خط والی روایت کو اور حضرت ع
کی توقیع مبارکہ کو بغور دیکھا جائے تو اس سے جعفر کا دعوی امامت ثابت نہیں
ہوتا کیونکہ اس میں قیّم ہونے کا دعوی کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

عن الشیخ الصدوق احمد
بن اسحٰق بن سعد الاشعری
رحمۃ اللہ انہ جاءہ بعض اصحابنا
لیعلمہ بان جعفر بن علی کتب الیہ
کتابا یعرفہ نفسہ لیعلمہ انہ قیّم
بعد اخیہ وان عندہ من علم
الحلال والحرام ما یحتاج
الیہ وغیر ذالك من العلوم
کلھا
(بحار الانوار)

شیخ الصدوق احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ
ان کے پاس ہمارے شیعوں سے
ایک صاحب تشریف لائے انھوں نے بتلایا
کہ جعفر ابن علی ع نے انھیں ایک خط میں لکھا
جس میں جعفر نے اپنے کو پہچنوایا اور یہ بتلایا
کہ وہ اپنے بھائی کے بعد سے قیّم ہیں اور اُنکے
پاس وہ علم حلال و حرام ہے جس کی ضرورت
پڑتی ہے اور اس کے علاوہ بھی تمام علوم ہیں

اس روایت میں قیّم کے معنی امامت لینا آسان نہیں ہیں کیونکہ قیم
کے معنی منتظم لئے جاتے ہیں اور اصطلاحاً یہ لفظ ایسے اصحاب ائمہ معصومین ع
کے لئے استعمال ہوتا ہے جو امام علیہ السلام کی طرف سے معتمد خاص اور خصوصی
وکیل ہوں چنانچہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب ثقات کی فہرست میں
علی بن جعفر کے نام کے ساتھ قیّم کی لفظ موجود ہے:۔

و من ثقاتہ علی بن جعفر
یعنی آپ کے معتبر اصحاب میں علی ابن جعفر

قیم لابی الحسنؑ

بھی تھے جو امام علی النقی علیہ السلام کے قیم تھے۔

(بحار الانوار)

لیکن چونکہ قیمؔ کا منصب بھی معمولی نہیں ہوتا بلکہ ایک طرح سے نائب امامؑ ہوتا ہے جس کے واسطے علم، فضل زہد و تقویٰ سب ہی چیزیں ضروری ہوتی ہیں اس لئے حضرت حجت صلوٰۃ اللہ علیہ نے جواب خط میں اس دعوی کو بھی باطل قرار دیا۔ قیمؔ سے مراد اگر امامت ہوتی تو امام علیہ السلام جواب میں دعوی امامت کی صراحت فرماتے ہوئے دعویٰ کا بطلان فرماتے۔

ملاحظہ ہو توقیع مبارک کا وہ حصہ جو جعفر کے ذکر سے متعلق ہے:۔

قد ادعی ھذا المبطل المدعی علی اللہ الکذب بما ادعاہ فلا ادری بایۃ حالۃ ھی لہ رجاء ان یتم دعواہ ابفقہ فی دین اللہ فواللہ ما یعرف حلالاً من حرام ولا یفرّق بین خطاء وصواب ام بعلم فما یعلم حقاً من باطل ولا محکماً من متشابہ ولا یعرف حد الصلوٰۃ ووقتھا ام بورع فاللہ شھید علی ترکہ الصلوٰۃ الفرض اربعین

بیشک اس مبطل نے ادعائے باطل کیا ہے اور اپنے دعوی میں اللہ پر بہتان باندھا ہے میں حیران ہوں کہ آخر کس بھروسہ پر چاہتے ہیں کہ اُن کا دعویٰ پورا ہو جائے کیا دین خدا میں سمجھ بوجھ اور واقف کاری کی وجہ سے؟ تو بخدا یہ حرام سے حلال کو نہیں پہچانتے اور اچھے بُرے کا فرق نہیں کر سکتے کیا علم کے بل بوتے پر خواہاں ہیں؟ تو حق و باطل تک تو جانتے نہیں نہ محکم کو متشابہ سے پہچان سکتے ہیں نہ انھیں نماز کے حدود معلوم ہیں نہ اُسکے اوقات معلوم ہیں پھر کیا خوف الٰہی پر ناز



یوماً یزعم ذالک لطلب الشعبذۃ ولعل خبرہ قد تادی الیکم وھاتیک ظروف مسکرۃ منصوبۃ وآثار عصیانہ اللہ عزّ وجل مشھورۃ قائمۃ ام بایۃ فلیات بھا ام بحجۃ فلیقمھا ام بدلالۃ فلیذکرھا۔ (بحار الانوار)

ہے؟ تو خدا گواہ ہے کہ چالیس روز تک نماز فریضہ تک شعبدہ بازی کے چکر میں نہیں پڑھی جس کی اطلاع تمھیں مل گئی ہوگی اور یہ شراب کے برتن گڑھے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کے واقعات مشہور ہو چکے ہیں کیا کسی نشانی پر بھروسہ ہے تو دکھلائیں کوئی دلیل ہو تو پیش کریں اشارہ ہو تو ذکر کریں۔

توقیع مبارکہ کا انداز خود بتا رہا ہے کہ جیسے کوئی منصب اپنی نیابت کے امیدواروں میں سے کسی کی درخواست پر آپ کی نااہلی کا اظہار کرتے ہوئے جرائم گنارہا ہو کہ ایسے شخص کو کس برتے پر قبول کیا جائے تیری بات جس سے دعوی امامت کا یقین پیدا ہوتا ہے وہ احادیث ہیں جو جعفر کے دعوی امامت کے متعلق جناب رسالت مآبؐ سے فرمائی ہیں اور امام زین العابدینؑ علیہ السلام سے بطور پیشین گوئی مروی ہیں ان احادیث پر ہم نے آگے چل کر لقب کذّاب کے ذیل میں تبصرہ کیا ہے جس کے بعد وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ دعوی امامت کا انتساب جعفر کی طرف صرف غلط فہمی ہے جس کا حقیقت سے کوئی لگاؤ نہیں۔

# وجود و امامت حضرتؑ سے انکار اور دشمنی

اس سلسلہ میں اجمالاً آپ کو علم ہو ہی چکا کہ حفاظت امامت اس انکار کے بغیر کم از کم جعفر کے لئے ناممکن تھی۔ جعفر اس بات سے ناواقف نہیں تھے کہ

اُن کے بھائی امام حسن عسکری علیہ السلام امامِ زمانہ کی کس طرح حفاظت فرما رہے ہیں اپنے شیعوں تک کو علم نہیں ہونے دے رہے ورنہ شیعوں میں یہ بات ہرگز مشہور نہ ہوتی کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی کوئی اولاد ہی نہیں۔ جعفر کو معلوم تھا کہ یہ ایسا راز ہے جس کے لئے اللہ نے مخفی رکھنے کا حکم دیا ہے اس راز کو جعفر آخر کس طرح ظاہر کرتے تمام دنیائے اسلام کو اسکا علم تھا کہ خلافت بارھویں منزل پر ختم ہونے والی ہے تمام شیعوں کو علم تھا کہ امامت گیارھویں منزل طے کر چکی خلفائے جور جانتے تھے کہ بارھواں قائمؑ ہوگا۔ اور ظلم و جور کا قلع قمع کرے گا جعفر کو معلوم تھا کہ اسی قسم کی پیشین گوئی سے خوف کھا کر فرعون اور نمرود نے کیسا قتلِ عام کیا تھا ایسے حالات میں شیعوں کا یہ مطالبہ کہ جعفر نے وجودِ حضرت کا اقرار کیوں نہیں کیا کس قدر بچکانہ مطالبہ ہے اسکو یوں سوچیئے کہ اگر آپ جعفر کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟ اقرار یا انکار؟ اقرار کرتے تو کہتے تو کس کے جواب میں اور کس کے سامنے شیعوں کے سامنے یا دشمنوں کے سامنے۔ اگر شیعوں کے سامنے تو کیا آپکے پاس شیعہ کے اصلی نقلی معلوم کرنے کا آلہ ہوتا جاسوس اور غیر جاسوس کی تمیز کی کوئی کسوٹی ہوتی کیا آپ معصوم ہیں جو دلوں کا راز جان لیتے کیا آپ امام حسن عسکری علیہ السلام سے بھی زیادہ مردم شناس ہوتے اگر نہیں تو پھر آپ کی طرح جعفر بھی غیر معصوم تھے وہ جاسوسوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے ہر اپنا پرایا اُن سے آ کر بس ایک یہی سوال کرتا تھا کہ حسن عسکریؑ نے اپنے بعد کس کو چھوڑا اب جعفر کس کو شیعہ خالص جانثار سمجھیں کس پر اعتبار کریں کس کو جاسوس سمجھیں ذرا سی معمولی لغزش سارا کام بگاڑ سکتی ہے لہٰذا صرف یہی ایک صورت تھی کہ ہر اپنے پرائے



آنے جانے والے سے یہی کہتے رہیں کہ میرے بھائی کی کوئی اولاد ہی نہیں اور حکومت کی فکر و پریشانی کو دور کرنے کے لئے یہ اعلان کرتے رہیں کہ شیعہ بے وقوف ہیں کہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں، قائمؑ کے بارے میں شیعوں کا نظریہ ہی مضحکہ خیز ہے جب میرے بھائی کی کوئی اولاد ہی نہیں تو غیبت کے کیا معنی؟ گھر کا بڑا اور ذمہ دار تو میں ہوں وغیرہ وغیرہ۔

ان باتوں سے حکومت کے ذہن کو یہ یقین دلانا تھا کہ وہ خطرہ جس کی وجہ سے تم لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئیں ہیں وہ شیعوں کا فرضی عقیدہ ہے ظاہر ہے کہ جب خاندانِ امامت کی ایک فرد ہی ایسا پروپیگنڈا کرے گی تو حکومت کے دل کی دھڑکنیں خود بخود ٹھہر جائیں گی چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کہ آخر کار حکومت جعفر سے ہار مان کر تھک کر بیٹھ گئی اور تلاش کی مہم ٹھنڈی پڑ گئی۔

رہا دشمنی کا الزام تو اسکا غلط ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ اگر جعفر حضرت حجّت صلواۃ اللہ علیہ سے دشمنی رکھتے ہوتے تو اس دشمنی کے نکالنے کا سب سے بہترین موقع وہ تھا جب حضرت حجّت صلواۃ اللہ علیہ اپنے پدرِ بزرگوار کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے جعفر کو ہٹا رہے تھے جعفر اُس وقت ہاتھ پکڑ کر حکومت کے ارکان میں سے کسی کے حوالے کر سکتے تھے یہ بھی نہ کرتے تو صرف جرح و قدح شروع کر دیتے بحث کرنے لگتے کہ تم فرزند نہیں ہو کیا ثبوت ہے تمہارے فرزند ہونے کا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن جعفر ایسا کچھ نہیں کرتے بلکہ نہایت خاموشی سے پیچھے ہٹ آتے ہیں خورد سال بھتیجہ نماز پڑھا کر پھر پردۂ غیب میں چلا جاتا ہے۔ اس واقعہ کی پوری

تفصیل ابوالادیان کی روایت میں ملاحظہ فرمائیے جس سے دشمنی کے بجائے
جعفر کے حسن تدبیر کا اندازہ ہوتا ہے:-

قال ابوادیان فقلت یا
سیّدی فاذا کان ذالك
فمن ؟ قال من طالبك
بجوابات کتبی فهو القائم
بعدی فقلت زدنی فقال من
اخبرنی بما فی الهمیان فهو
القائم بعدی ثم منعتنی
هیبة ان اسالهٗ ما فی
الهمیان۔

جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے
اپنے انتقال کی خبر دی تو ابوادیان نے کہا
کہ اے میرے سیّد و سردار جب ایسا ہے تو
پھر اب کون ہوگا فرمایا جو تم سے میری خطوط
کے جوابات طلب کرے وہی قائم ہے میں نے
عرض کی کچھ اور وضاحت فرمائیے فرمایا جو
مجھ پر نماز پڑھائے میں نے پھر وضاحت چاہی
فرمایا جو ہمیانی کا حال بتلائے وہ میرے
بعد قائم ہے پھر اسکے بعد مولاؑ کی ہیبت نے
اجازت نہ دی کہ ہمیانی کے بارے میں پوچھوں

---

اس کے بعد کہتے ہیں:-

ودخلت سر من رائے
یوم الخامس عشر کما قال لی
فاذا انا بالواعیة فی دارہ واذا
انا بجعفر بن علی علی اخیه بباب
الدار والشیعة حوله یعزونه
ویهنونه فقلت فی نفسی ان یکن

بالآخر میں سامرہ میں پندرھویں
دن پہونچا تو حضرتؑ کے ارشاد کے بموجب گھر
میں آواز گریہ بلند تھی۔ چھوٹتے ہی حضرتؑ کے
بھائی جعفر سے دروازے پر مڈبھیڑ ہوئی جنکے
گرد شیعہ تھے جو انھیں انتقال کی تعزیت اور
امامت کی تہنیت پیش کر رہے تھے میں نے



هذا الامام فقد حالت الامامة
لانی کنت اعرفه لیشرب النبیذ
ویقامر فی الجوسق ویلعب
بالطنبور فقدمت فعزیت و
هنیت فلم یسالنی عن شئ
ثم خرج عقید فقال یاسیدی
قد کفن اخوك فقم للصلوٰة
علیه فدخل جعفر بن علیؑ و
الشیعة من حوله یقدم السمان
والحسن بن علی قتیل المعتصم
المعروف بسلمة فلما صرنا بالدار
اذا نحن بالحسن بن علی علیؑ
نعشه مکفنا فیقدم جعفر
بن علی یصلی علی اخیه فلما
همّ بالتکبیر خرج صبی
بوجهه سمرة بشعرہ قطط باسنانه
تفلیج فجبذ رداء جعفر بن
علیؑ قال تاخر یا عمّ فانا احق
بالصّلوٰة علی ابی فتاخر جعفر

اپنے دل میں سوچا کہ اگر امام یہ ہوئے
ہیں تو بس امامت کی بتا ہی ہے
کیونکہ مجھے جعفر کی شراب خواری اور
محل شاہی میں قمار بازی اور طنبور نوازی
کا علم تھا۔ بہرحال میں بھی آگے بڑھا
اور میں نے بھی تعزیت و تہنیت پیش
کی لیکن جعفر نے مجھ سے کوئی بھی سوال نہیں
کیا۔ اس کے بعد عقید خادم نے آکر
کہا اے میرے سیّد و سردار آپ کے
بھائی کو کفن پہنایا جاچکا نماز کے لیئے
کھڑے ہو جیئے پس جعفر بن علی اس طرح
داخل ہوئے کہ شیعہ اُن کے گرد تھے اور
سمان اور حسن بن علی قتیل معتصم جن کو سلمہ
بھی کہتے ہیں لوگوں کو آگے بڑھا رہے تھے
جب ہم گھر پہونچے تو حضرتؑ کی نعش مطہر
کفنائی ہوئی ہمارے سامنے تھی پس جعفر
بن علی آگے بڑھے تاکہ اپنے بھائی پر نماز
پڑھیں ابھی تکبیر کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا
کہ ایک صاحبزادے جن کا چہرہ گندمی گھونگردار بالے

وقد اربد وجهه فتقدم
الصبي فصلى عليه ودفن الى
جانب قبر ابيه ثم قال يا بصري
هات جوابات الكتب التي
معك فدفعتها اليه وقلت
في نفسي هذه اثنتان بقي
الهميان ثم خرجت الى جعفر
بن علي وهو يزفر فقال له حاجز
الوشاء يا سيدي من الصبي
ليقيم عليه الحجة فقال والله
ما رايت قط ولا عرفته فنحن
جلوس اذ قدم نفر من قم
فسالوا عن الحسن بن علي فعرفوا
موته فقالوا فمن فاشار الناس
الى جعفر بن علي فسلموا عليه
وعزوه وهنوه وقالوا ان معنا
كتب ومال فتقول ممن الكتب
وكم المال فقام ينفض اثوابه
ويقول يريدون منا ان نعلم الغيب

بال اور دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا باہر
آئے اور جعفر بن علی کی ردا کھینچتے ہوئے فرمایا
اے چچا میں اپنے پدر کی نماز پڑھنے کا زیادہ
سزاوار ہوں بس جعفر پیچھے ہٹ گئے اُن کا چہرہ
خاکستر ہو گیا تھا پس صاحبزادے آگے بڑھے
اور حضرتؑ کی نماز پڑھی اور پھر حضرت اپنے
پدر بزرگوار کی قبر کے پہلو میں دفن کیے گئے
اس کے بعد صاحبزادے نے فرمایا بصری تمہارے
پاس جو جوابات خطوط ہیں وہ دے دو
میں نے وہ جوابات دیدیئے اور اپنے
دل میں سوچا کہ دو باتیں تو پوری ہو گئیں
اب صرف ہمیانی والی بات باقی رہ گئی
پھر اس کے بعد میں جعفر کی طرف جا نکلا وہ اُس وقت
دھاڑیں مار رہے تھے کہ حاجز الوشا نے دریافت
کیا کہ اے سید و سردار یہ صاحبزادے کون تھے؟
تاکہ اُن پر حجت تمام کی جاسکے کہنے لگے خدا کی
قسم میں نے کبھی نہ اُن کو دیکھا ہے نہ پہچانتا ہوں
غرض ہمارے بیٹھے پر چند حضرات قم سے آگئے
ان لوگوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو دریافت کیا



قال فخرج الخادم فقال
معكم كتب فلان بن فلان
وهميان فيه الف دينار عشرة
دنانير منها مطلية فدفعوا
الكتب والمال وقالوا الذي
وجه بك لاجل ذلك هو
الامام فدخل جعفر بن علي
المعتمد وكشف له ذلك
فوجه المعتمد خدمه فقبضوا
على صقيل الجارية فطالبوها
بالصبي فانكرته وادعت حملاً
بها لتغطي على حال الصبي فسلمت
الى ابن ابي الشوارب القاضي
وبغتهم موت عبيد الله بن
يحيى بن خاقان فجاءة و
خروج صاحب الزنج بالبصرة
فيشغلوا بذلك عن الجارية
فخرجت عن ايديهم والحمد
لله رب العالمين لا شريك

تو حضرت کے انتقال کے بارے میں بتلایا گیا
پوچھنے لگے پھر اب کون امام ہے تو لوگوں
نے جعفر بن علی کی طرف اشارہ کر دیا ان
لوگوں نے بڑھ کر تعزیت و تہنیت کی رسم ادا
کی اور گویا ہوئے کہ ہمارے پاس کچھ خطوط اور
مال ہے بتلایئے خطوط کس کے اور مال کس قدر
ہے جعفر کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے
اور کہنے لگے لوگ ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم غیب
بھی جاننے لگیں اتنے میں خادم برآمد ہوا
اور اُس نے بتلایا کہ تم لوگوں کے پاس فلاں بن
فلاں کے خطوط اور ہمیانی میں ہزار دینار ہیں
جس میں سے دس [illegible] دینار کھوٹے ہیں چنانچہ
وہ خطوط اور مال دیتے ہوئے ان لوگوں نے
خادم سے کہا کہ جس ذات نے تم سے اس
سلسلہ میں گفتگو کی ہے وہی امام ہیں اسکے
بعد جعفر بن علی بادشاہ وقت معتمد کے پاس پہونچے
اور اس واقعہ کی اطلاع کر دی لہٰذا معتمد نے اپنے ملازم بھیجے
جنھوں نے صقیل نامی کنیز سے صاحبزادے کے متعلق مطالبہ کیا کنیز
نے صاحبزادے کا تو انکار کر دیا البتہ اپنے حاملہ ہونیکا دعویٰ کیا کہ صاحبزادے

لھ۔ (بحار الانوار) کا معاملہ پوشیدہ رہے۔ بہر حال کنیز کو قاضی

ابن شوارب کے سپردگی میں دے دیا گیا اسی اثنا میں دفعتہً عبداللہ کی موت واقع
ہو گئی اور اسی زمانہ میں صاحب زنج نے بصرہ پر خروج کیا تو سب کی توجہ کنیز سے
ہٹ کر اس معاملہ کی طرف ہو گئی اور کنیز کو اُن سے چھٹکارا مل گیا تمامی حمد و
ثنا ربّ العالمین کے لئے ہے جسکا کوئی سہیم و شریک نہیں۔

روایت آپ نے ملاحظہ فرمائی اب ذرا جعفر تو آب پر دشمنی کا تصوّر
فرمائیے اور روایت پر پھر دوبارہ اجمالی نظر ڈالیئے۔ یہ جعفر وہی ہیں جنکے
لیے امامت کی ریشہ دوانیاں امام حسن عسکریؑ کے زمانے ہی میں جاری تھیں
جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے اور یہ عقید خادم وہ ہیں جو امام حسن عسکری علیہ السلام
کی وفات کے وقت صقیل نامی کنیز کے ہمراہ خدمت میں حاضر تھے۔ نیز انہی
عقید سے وہ روایت مروی ہے جس میں وقت وفات عقید کے ذریعہ
حضرت حجت صلوات اللہ علیہ کو طلب فرمایا ہے اور اسرار امامت ودیعت
فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ اے نور نظر تمھیں تو صاحب الزمان ہو تمھیں تو
مہدی اور زمین پر خدا کی حجت ہو۔

یہی عقید حضرتؑ کے متعلق سب کچھ جانتے ہوئے جعفر سے کہتے نظر
آتے ہیں:۔

یا سیّدی قد کفن اخوک فقم للصّلوٰۃ علیہ۔ — اے میرے سید و سردار آپ کے بھائی کو کفن پہنایا جا چکا لہذا نماز کے لئے کھڑے ہو جایئے

پھر جعفر نماز پڑھانے چلتے ہیں تو خاص طور سے سمان اور حسن بن قتیل معتصم



لوگوں کو آگے بڑھاتے نظر آرہے ہیں اور شیعہ تمام جعفر کے گرد ہیں پھر جب جعفر
تکبیر کا ارادہ کرتے ہیں تو ایکا ایکی حضرت پردۂ غیب سے تشریف لاکر جعفر
کو ہٹا دیتے ہیں۔ جعفر بے چون و چراہٹ جاتے ہیں نماز تمام ہو جاتی ہے
راوی پھر جعفر کے پاس پہونچتا ہے اور جعفر کو بھائیؑ کے غم میں گریہ کناں
پاتا ہے پوچھنے والا جعفر سے پوچھتا ہے کہ اے سید و سردار آپ اس لڑکے کو
بتلائیے تاکہ اسکے اوپر حجت قائم کی جائے اور جعفر قسم شرعی کھاتے ہیں کہ نہ
میں نے دیکھا نہ پہچانتا ہوں پھر قم کا وفد آتا ہے وہ پوچھتا ہے کہ اب کون امام
ہے؟ فاشار النّاس الیٰ جعفر بن علی۔ تمام لوگ جعفر کی طرف اشارہ
کر دیتے ہیں۔

آخر یہ سب کیا ہے، کیا دشمنی اسی کا نام ہے۔ کیا صرف اردو کے معنی دشمنی
کے ہیں کیا خوف و دہشت سے چہرہ خاکستر نہیں ہوتا؟ آپنے اصلی وجہ بتلا دیا
جسکو آپ دشمنی اور ہم ایمان کی نشانی سمجھتے ہیں۔

دراصل جسطرح امام حسن عسکری علیہ السلام آپ کے امور کو مخفی رکھے ہوئے
تھے۔ جعفر بھی اسی پر مامور تھے لیکن نماز کی منزل ایسی مشکل بات تھی جس نے
جعفر کی تشویش میں اضافہ کر دیا تھا اسی لیئے دو حضرات معیّن کیئے گئے تھے کہ وہ
مخصوص اور معتمد شیعوں کو اگلی صفوف میں رکھیں تاکہ جنازہ میں شرکت کرنے
والا یہ سارا شہر جس میں وزرا و عمائدین شہر ارکان حکومت سب ہی شریک تھے
حضرتؑ کو نہ دیکھ پائے۔ لیکن آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس قدر احتیاط کے باوجود
حاجز الوشا نے بالآخر دیکھ ہی لیا اور وہیں جعفر سے کس خوبی سے پوچھتا ہے کہ

آپ ہمیں اس بچے کا نام بتلائیں ہم اس پر حجت قائم کریں گے۔ اب حاجز الوشا کا ترجمہ اگر چغلخوری کے معنی کی مناسبت سے کیا جائے تو معاملہ بالکل ہی صاف ہو جاتا ہے اب آپ خود جواب دیں کہ اس پوچھنے والے سے جس کو روایت چغلخور کہہ رہی ہے جعفر کیا کہیں؟ دشمنی کا تقاضا تو یہی ہے کہ سب کچھ اگل دیتے لیکن قسم شرعی کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے تو دیکھا بھی نہیں۔ آخر یہ قسم کی کیا ضرورت تھی۔ دراصل جعفر کو اسی کا خطرہ تھا۔ جعفر کا دل دھک دھک کر رہا تھا اگرچہ انتظامات مکمل کرنے کو کر لیئے تھے لیکن سارے شہر کی موجودگی میں امامؑ کو باہر آنا تھا۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو قیامت آئے گی اور پھر کس طرح اس راز کو باقی رکھا جائے گا حکومت کی طرف سے کیا ردعمل ہوگا یہ ایسے مسائل کہ جعفر کے ہوش پراگندہ تھے کیونکہ جعفر غیر معصوم دل و دماغ کے مالک تھے اس پریشانی میں رونا تک بھولے ہوئے تھے۔ اس کے بعد خود خیال کیجئے کہ جب وقت امام عؑ کے باہر تشریف لانے کا وقت آیا ہوگا اور امامؑ باہر آگئے ہوں گے اس وقت جعفر کے دل کی دھڑکنوں کا کیا عالم ہوگا اسلیئے کہ دیکھنے والے نے تو صرف چہرہ ہی کا بدلا ہوا رنگ دیکھا۔ اس بیچارہ کو کیا معلوم کہ یہ دشمنی کا اثر ہے یا دوستی کا اثر ہے۔

بہر حال خدا خدا کر کے نماز تمام ہوئی اب ہم دیکھتے ہیں کہ جعفر گریہ بھی کر رہے ہیں۔ لوگوں سے گفتگو بھی کر رہے ہیں کیونکہ اب وہ خطرہ ٹل چکا تھا اور اطمینان ہو گیا تھا لیکن اس اطمینان کو پھر حاجز الوشاء کے سوال نے چھین لیا۔



## خلیفۂ وقت سے مخبری اور کنیزوں کی نظر بندی

یہ الزام بھی جعفر تواب پر عجیب و غریب الزام ہے جس کی ساری بنیاد اس شبہ پر قائم کی گئی ہے کہ جعفر اس کے بعد دربار خلافت میں دیکھے گئے حالانکہ آپ نے روایات سے خود اندازہ لگا لیا ہوگا کہ حکومت کی طرف سے تلاش حضرت حجت صلوات اللہ علیہ کی مہم جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ اور آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ حاجز الوشا نے حضرتؑ کو نماز پڑھاتے دیکھ لیا پھر کیا اس بات پر کوئی سند ہے کہ ارکان دولت میں سے کسی اور شخص کی قطعاً نظر ہی نہیں پڑی؟ پھر آپ اس امکان کو کس دلیل سے نظر انداز کرنا چاہتے ہیں کہ ان دیکھنے والوں نے حکومت سے چغلی کھائی ہو اور جعفر تفتیش کی غرض سے دربار میں طلب کیئے گئے ہوں؟ دراصل لوگوں کو جعفر کی طرف سے شبہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ لوگوں نے جعفر کی امامت کا اعلان کر دیا تھا اور جعفر برابر حضرتؑ کے وجود کا انکار کرتے رہے، ورنہ اگر جعفر نماز والے واقعہ کو حکومت کے سامنے قبول دیتے تو ارکان حکومت اتنے بھولے بھالے اور اس قدر بیوقوف نہیں تھے کہ وہ پانچ سالہ صاحبزادے کی تلاش میں نکلیں گھر گھر کی تلاشی لیں اور ایک کنیز کو حاملہ پا کر اس کی نگہداشت شروع کر دیں کیا خوب!

ہمارا خیال ہے کہ آپ اس عجیب صورت حال پر غور کرنے کے بعد خود اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ جعفر نے نماز والے واقعہ کو حکومت کے دل سے اس طرح

صاف کر دیا تھا کہ اُس نے بجائے نماز پڑھانے والے صاحبزادے کی تلاش کے فرضی حاملہ کنیز کی نگہداشت کا انتظام شروع کر دیا۔

یہیں سے دوسرا الزام بھی سامنے آجاتا ہے کہ جعفر نے کنیزوں کو کوشش کر کے قید و نظر بند کروا دیا۔

اس سلسلہ میں ہم پہلے احمد ابن عبید اللہ بن یحییٰ ابن خاقان کی روایت نقل کر دیں تاکہ صورت حالات زیادہ واضح ہو سکے۔ روایت کافی طولانی ہے ہم اس روایت کو حضرت کی وفات سے شروع کرتے ہیں۔ جب آپ کی وفات کی خبر عام ہوئی تو:۔

فصارت سر من رائ ضجة واحدة مات الرضا و بعث السلطان الی دارہ من یفتشها ویفتش حجرها وختم علی جمیع ما فیها وطلبوا اثر ولده وجاؤ بنساء یعرفن بالحبل فدخلن علی جواریه فنظر الیهن فذکر بعضهن ان هناك جارية بها حبل فامر بها فجعلت فی حجرة ووکل بها نحریر الخادم و اصحابه ونسوة معهم ثم اخذوا

تمام سامرہ ایک زبان ہو کر چیخ اٹھا کہ ابن الرضاؑ کا انتقال ہو گیا چنانچہ بادشاہ نے امام کے گھر پر لوگوں کو بھیجا کہ تفتیش کریں اور خانہ تلاشی کریں اور جو کچھ ہو اُن سب پر مہریں لگائیں لہٰذا ان لوگوں نے آپکے فرزند کے متعلق چھان بین شروع کر دی یہ لوگ حمل پہچاننے والی عورتوں کو لے آئے جنہوں نے کنیزوں کا معائنہ کیا بعض عورتوں نے بیان کیا کہ انہیں ایک کنیز حاملہ ہے لہٰذا اسکے واسطے احکام جاری ہو گئے اُنکو ایک حجرہ میں نظر بند کر دیا گیا اور اُنپر نحریر غلام اور اسکے ساتھیوں کو نگراں قرار دیا گیا جنکے ساتھ عورتوں کو بھی کر دیا گیا



بعد ذلك فی تهیئته وعطلت الاسواق ورکب ابی وبنو هاشم والقواد والکتاب وسائر الناس الی جنازته فکانت سر من رائ یومئذ شبیها بالقیامة

ان باتوں سے فراغت کے بعد غسل و کفن کا انتظام شروع کیا گیا اُس وقت تمام بازار بند ہو گئے میرے باپ اور بنی ہاشم اور عمائدین و قائدین و صاحبان تحریر اور تمام لوگ تشییع جنازہ کے لیے چل پڑے اُس روز سامرہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا تھا۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ:۔

فلما دفن وتفرق الناس اضطرب السلطان واصحابه فی طلب ولده وکثر التفتیش فی المنازل والدور وتوقفوا علی قسمة المیراثه ولم یزل الذین وکلوا بحفظ الجارية التی توهموا علیها الحمل ملازمین لها سنتین واکثر حتی تبین لهم البطلان للحمل فقسم میراثه بین امه واخیه جعفر وادعت امه وصیته وثبت ذالك عند القاضی والسلطان علی ذالك یطلب اثر ولده الخ۔

جب دفن سے فراغت ہو گئی اور لوگ متفرق ہو گئے تو بادشاہ اور اس کے مصاحبین حضرتؑ کے فرزند کی تلاش کے لئے مضطرب ہو گئے اور تمام گھروں اور منزلوں میں سرگرمی کے ساتھ تفتیش کرنے لگے میراث کی تقسیم کو روک دیا گیا اور دو سال سے زیادہ کنیز کے نگراں لوگ نگہداشت میں لگے رہے یہاں تک کہ حمل کا باطل ہونا واضح ہو گیا پس میراث کو حضرتؑ کی والدہ اور بھائی جعفر کے درمیان تقسیم کر دیا کیونکہ حضرت کی والدہ نے دعویٰ وصیت فرمایا تھا اور قاضی پر ثابت بھی ہو گیا تھا لیکن بادشاہ دقت اسکے باوجود آپکے فرزند کی تلاش

(بحار الانوار) میں رہا۔

اس کے بعد روایت میں جعفر کا راوی کے باپ عبید اللہ کے پاس بھائی کا مرتبہ حاصل کرنے کی غرض سے آنا اور اسکا سمجھانا بیان کیا گیا ہے جسے آپ ملاحظہ کر چکے، ہمیں یقین ہے کہ آپ کو خود اندازہ ہو گیا کہ اس میں جعفر کی شکایت اور چغلی کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے جبکہ انتقال کی خبر پاتے ہی تمام کنیزوں کے معائنہ کے لئے عورتیں طلب کر لی گئیں۔

رہا کنیز کی نظر بندی کا سوال تو اوّل تو ابوالادیان کی روایت کے اعتبار سے خود کنیز نے ذہن کو حضرتؑ کی طرف سے موڑنے کے لئے فرضی حمل کا دعویٰ کیا۔

دوسرے یہ کہ جب نماز پڑھانے والے واقعہ کو لوگوں نے دیکھا تو احمد والی روایت کے مطابق وہیں سے اضطرب السلطان واصحابہ فی طلب ولدہ وکثیر التفتیش فی المنازل والدور یعنی بادشاہ اور اس کے اصحاب مضطرب ہو گئے آپ کے فرزند کی تلاش کے سلسلہ میں منزلوں اور گھروں میں سخت تلاشی لی جانے لگی۔

ان حالات میں بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اہل بیت حرم اور تمام شیعوں کو اس بلائے سلطانی سے نجات دلانے اور حضرت نرجس خاتونؑ کی حفاظت و احترام کے پیش نظر جعفر نے ایک کنیز کو آمادہ کیا ہو کہ وہ ادعائے حمل کرے تاکہ حکومت کا بخار تھمے چنانچہ ایسا ہی ہوا حکومت والے دو سال سے زیادہ کنیز کی نگرانی ہی میں اُلجھے رہے اب آپ اس کو جعفر کی چغلی کہہ لیجئے شکایت کہہ لیجئے سعی



فی الاعتقال کہہ لیجئے یا حسن تدبیر سے یاد کر لیجئے اسلئے کہ اگر کنیز کی نگرانی میں حکومت نہ اُلجھائی جاتی تو شیعوں پر خدا معلوم کیا گذرتی اور کب تک گذرتی رہتی۔ انصاف کرنے والے خود سوچیں اور جعفر کے کمال کی داد دیں کہ اس قیامت خیز ہنگامہ میں جناب نرجس خاتون کا نام تک آنے نہیں دیا گیا۔ اگر یہ سب کچھ دشمنی اور چغلی کی بنا پر ہوا ہوتا تو ان مظالم کا پہلا نشانہ حضرت نرجس خاتون ہوتیں۔

اس روایت سے شیعوں پر مظالم والا الزام بھی صاف ہو جاتا ہے مزید تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔

# ترکہ پر ناجائز قبضہ

یہ الزام بھی صرف برائے الزام ہے کیونکہ ترکہ پر قبضہ اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ یا جدہ سے فرضی مقدمہ صرف حکومت کے ذہن میں راسخ کرنے کے لئے تھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا کوئی فرزند نہیں ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے کہ احمد والی روایت میں اس مقدمہ کے بعد یہ ٹکڑا موجود ہے۔

السلطان علیٰ ذالک یعنی اس کے باوجود بھی بادشاہ آپکے

بطلب اثر ولدہ فرزند کی تلاش میں رہا۔

جس کے یہ معنی ہوئے کہ جعفرؓ نے تدبیر تو کی لیکن بادشاہ کو پھر بھی تلاش

دھن سوار رہی۔

# لقب کذّاب

جعفر بن علیؑ کو کذّاب کا لقب شیعوں نے صرف اس شبہ میں دیا کہ انھوں
نے امامت کا دعویٰ کیا۔ جہاں تک اس لقب کی تاریخ کا سوال ہے اس لقب
کی پیداوار بہت عرصہ بعد کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس لقب کو امام جعفر صادقؑ
علیہ السلام سے امتیاز رکھنے کے لئے اختیار کیا گیا لیکن یہ دعویٰ کرنا کہ رسولؐ
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امتیاز کو باقی رکھنے کے لئے کذّاب کا لقب تجویز
فرمایا۔ محل کلام ہے کیونکہ اگرچہ لقب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی
ہوتا تو ہر روایت اور ہر حدیث میں جہاں جہاں جعفر کا نام لیا جاتا کذّاب کا
التزام ضرور ہوتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ برائے نام ایک روایت ایک حدیث
ایک توقیع بھی ایسی نہیں ہے جس میں اس لقب کو استعمال کیا گیا ہو نہ راوی نے
نہ امامؑ نے اور نہ اس دور کے کسی شیعہ نے۔ کم از کم حضرت حجۃ صلوات اللہ علیہ
کی توقیع مبارک ہی میں یہ لفظ استعمال ہو گیا ہوتا۔ لیکن اس میں صرف لفظ مبطل
ملتا ہے کذّاب آپ نے کبھی نہیں استعمال فرمایا۔ حالانکہ موقع و محل کے اعتبار سے
اور رسولؐ اسلام کی حدیث کی پیش نظر کذّاب فرمانے میں کوئی امر مانع نہیں تھا۔
اب اس سلسلہ میں اگر بغور مطالعہ فرمائیں گے تو آپ کو یہ بات جگہ جگہ دیکھنے
کو ملے گی کہ جہاں روایت میں جعفر بن علی کا تذکرہ آیا ہے وہاں متاخرین نے
اپنی طرف سے بطور فٹ نوٹ ھو الکذّاب یا ای الکذّاب لکھ کر تشریح



کی ہے جو اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ عرصہ بعد اس لقب کو اختیار کیا گیا۔
رہا حدیث مبارکہ کا معاملہ تو اس میں صرف اسقدر عرض ہے کہ اگر جعفر
امام زادہ ہوتے ہوئے کذّاب ہو سکتے ہیں تو صدق راوی کی ضمانت بھی تو نہیں
دی جا سکتی خصوصاً جبکہ درایت بھی راوی کا ساتھ نہ دے رہی ہو۔ ملاحظہ
کے لئے احادیث حاضر ہیں:۔

| | |
|---|---|
| عن الثمالی عن علی بن | ثمالی سے باسناد معصومین علیہم السلام |
| الحسین عن ابیه عن جدّہ | مروی ہے کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ |
| علیه السّلام قال قال رسول الله | وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا فرزند جعفر بن |
| صلی الله علیه وآله وسلم اذا ولد | محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب |
| ابنی جعفر بن محمد بن علی بن | پیدا ہو تو اس کا نام صادق رکھنا کیونکہ |
| الحسین بن علی بن ابی طالب سمّوہ | اس ہی کی اولاد میں ایک لڑکا ہوگا جو اسی |
| الصّادق فانه سیکون فی ولدہ | کے نام پر ہوگا اور ناحق دعوی امامت کریگا |
| سمی له یدعی الامامة بغیر حقها | اور کذّاب کہلائے گا۔ |

ویسمی کذّاباً۔ (بحار، باب امام جعفر صادق علیہ السلام)

دوسری حدیث ابو خالد سے مروی ہے۔ راوی امام زین العابدین علیہ السلام
سے دریافت کرتا ہے کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا۔
امام ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بعد محمد ہوں گے:۔

| | |
|---|---|
| ومن بعدہ جعفر اسمه عند | اور محمد کے بعد جعفر ہوں گے ان کا نام |
| اهل السّماء الصّادق قلت کیف | اہل فلک میں صادق ہوگا حالانکہ آپ سب ہی |

صار اسمہ صادق وکلکم
صادقون فقال حدثنی ابی
عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم قال اذا ولد
ابنی جعفر بن محمد بن علی بن
الحسین بن علی بن ابی طالب ع
سموہ الصادق فان للخامس الذی
من ولدہ اسمہ جعفر یدعی الامامۃ
اجتراء علی اللہ کذبا علیہ فھو
عند اللہ جعفر الکذاب المفتری
علی اللہ ثم بکی علی بن الحسین
علیہما السلام فقال کانی بجعفر
الکذاب قد حمل طاغیۃ زمانہ
علی التفتیش امر ولی اللہ المغیب
فی حفظ اللہ فکان کما ذکر۔

صادق ہیں اُس پر حضرت نے ارشاد فرمایا مجھ سے
میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار نے اپنے
پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ جب میرا بیٹا جعفر بن محمد بن علی بن
حسین بن علی بن ابی طالب پیدا ہو تو اُس کا
نام صادق رکھنا کیونکہ اس فرزند کی نسل
میں پانچواں لڑکا ہوگا جس کا نام بھی جعفر ہی
ہوگا وہ ڈھٹائی کے ساتھ اللہ پر جھوٹ
بولتے ہوئے دعوی امامت کرے گا پس وہ
اللہ کے نزدیک جعفر کذاب اور اللہ پر بہتان
باندھنے والا ہوگا پھر اسکے بعد علی ابن الحسین
روئے اور فرمایا گویا میں جعفر کو دیکھ رہا ہوں کہ
اُنھوں نے اپنے زمانہ کے سرکش بادشاہ کو ولی اللہ
کے معاملات کی تلاش پر آمادہ کیا ہے جوکہ
بحفاظت خدا غیب میں ہیں ———— بس جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

انھیں خالد سے اسی طرح کی دوسری حدیث بزبان ابو حمزہ ثمالی اور ملاحظہ
کیجئے۔ سیاق کلام وہی ہے۔

و من بعد محمد ابنہ جعفر

اور پھر محمد کے بعد اُن کے بیٹے



واسمہ عند اھل السماء الصادق
فقلت یا سیدی کیف صار اسمہ
صادق وکلھم صادقون
فقال حدثنی ابی عن ابیہ
علیہما السلام ان رسول اللہ ص
قال اذا ولد ابنی جعفر ابن محمد ع
بن علی بن الحسین بن علی بن ابی
طالب فسموہ الصادق فان الخامس
من ولدہ الذی اسمہ جعفر یدعی
الامامۃ اجتراء علی اللہ کذبا
علیہ فھو عند اللہ جعفر الکذاب
المفتری علی اللہ المدعی لما لیس
لہ باھل المخالف علی ابیہ والحاسد
لاخیہ ذلک الذی یکشف ستر
اللہ غیبۃ ولی اللہ ثم بکی علی بن
الحسین ع بکاء شدیدا ثم قال کانی
بجعفر الکذاب وقد حمل طاغیۃ
زمانہ علی التفتیش امر ولی اللہ
والمغیب فی حفظ اللہ والتوکیل

جعفر صادق ہوں گے اُن کا نام اہل سماء
میں صادق ہوگا میں نے عرض کی مولا حضرت
انھیں کا نام صادق کیوں ہوگا جبکہ آپ
سب ہی صادق ہیں فرمایا مجھ سے میرے
پدر نے اپنے پدر سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر
بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب
پیدا ہو تو اسکا نام صادق رکھنا کیونکہ اسی
نسل میں پانچواں لڑکا بھی جعفر نامی ہوگا
جو بڑی ڈھٹائی سے اللہ پر بہتان تراشی
کرتے ہوئے جھوٹا دعوی امامت کرے گا لہذا
وہ اللہ کے نزدیک کذاب و بہتان تراش
ہوگا ایسی بات کا دعوی کرے گا جس کا
وہ اہل نہ ہوگا اپنے باپ کا مخالف اور بھائی
کا حاسد بھی ہوگا اور یہی لڑکا ولی خدا کی
غیبت کا راز الٰہی افشا کرے گا اس کے بعد
امام زین العابدین علیہ السلام بہت روئے
پھر فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ جعفر کذاب نے
اپنے زمانے کے سرکش بادشاہ کو ولی خدا کی تفتیش

بجرابیه جهلاً منه بولادته
وحرصاً علی قتله ان ظفر
به طمعاً فی میراث ابیه حتی
تاخذه بغیر حقه (بحار الانوار)

پر آمادہ کر دیا ہے اور انکی ولادت سے لاعلمی کی وجہ
سے اپنے باپ کے حرم پر نگرانی جاری کر دی ہے
لالچ صرف یہ ہے کہ وہ (امام) قتل ہو جائیں اور
اپنے باپ کی میراث پر ناحق قبضہ جما لے

قطع نظر اس بات سے کہ ان میں ایک روایت کے تور دوسری روایت سے کس قدر بڑھے چڑھے ہیں اور حاشیہ آرائی امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ کتنی پھیلتی چلی گئی ہے یہاں صرف ایک بنیادی سوال ہم کرنا چاہتے ہیں کہ ناحق مدعیان امامت میں کیا صرف جعفر ہی تنہا ہمنام تھے اور کوئی دوسرا ہمنام امام علیہ السلام یدعی الامامۃ بغیر حقھا اور مظالم مذکورہ کا مصداق نہیں تھا؟ بیشک اگر جعفر بن علی کے علاوہ کوئی دوسرا ناحق مدعی ایسا نہ ہوتا جو امام کا ہمنام ہو اور امام کے لیئے مصائب کا سبب بنا ہو تو البتہ ہمارے لیئے صرف صرف امام جعفر صادق علیہ السلام کے لیے صادق و کذاب میں امتیاز باقی رکھنا ضروری تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ناحق مدعیان امامت میں ایک نہیں بلکہ کئی افراد ہمنام ائمہ ہیں اور کوئی ناحق مدعی ایسا نہیں جسنے امام علیہ السلام کے لیئے مصائب نہ توڑے ہوں تو پھر وہ کونسی وجہ خصوصیت صرف جعفر کے لیئے باقی رہجاتی ہے کہ انھیں کے لیئے خاص طور سے رسول اسلام پیشین گوئی کریں اور پھر امام بھی شریک ہو جائیں۔ ہمارے خیال میں اس وجہ خصوصیت کی تلاش ہی نے رواۃ کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ایک کے بعد دوسری حدیث بڑھی چڑھی پیش کریں یہ خیال کرنا بھی غلط ہے کہ صرف جعفر کی وجہ سے لوگ گمراہ



ہو گئے ہوں اسلیئے کہ دوسرے ناحق مدعیان امامت کو ماننے والے تو آجتک فرقوں کی صورت میں موجود ہیں جبکہ جعفرؑ کو امام ماننے والا کوئی بھی نہیں۔ دوسرے ناحق مدعیان امامت نے تو مرتے مرتے معافی نہیں مانگی بلکہ اپنے غلط دعوی پر مر گئے لیکن جعفرؑ نے تو معافی مانگ لی اور امامؑ نے معاف بھی کر دیا۔ کسقدر حیرت کی بات ہے کہ جہاں اس قسم کے القابات کی ضرورت تھی اور اس طرح کی پیش گوئیوں کی احتیاج تھی وہاں رسول اسلام بالکل خاموش ہیں لیکن جہاں انجام معافی کی صورت میں نظر آرہا ہو وہاں کذاب کا لقب عطا ہو جائے جبکہ رسول اسلام بعلم رسالت اگر جعفر کے قبائح سے واقف تھے وہاں ان تمام باتوں سے بھی واقف تھے جن کی وجہ سے امام علیہ السلام نے جعفر کو سند معافی عطا فرمائی پھر کیسے تصور میں آسکتا ہے کہ ایسی ہستی کو رسول اسلام اسقدر سنگین اور کریہہ لقب عطا فرمائیں گے جبکہ قرآن حکیم کا بلاشرط و امتیاز حکم یہ ہے کہ لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ط کسی کا چڑھانے لقب نہ ڈالو، پوری آیت اس طرح ہے ملاحظہ ہو۔

یا ایها الذین امنوا لا یسخر
قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا
منهم ولا نساء من نساء عسیٰ
ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا
انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب ط
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان

اے ایمان لانے والو! دیکھو ایک قوم
قبیلہ دوسرے قوم قبیلے کا مذاق نہ اڑائے
کیونکہ بہت ممکن ہے یہی لوگ (ان مذاق
اڑانے والوں سے) بہتر ہوں اور نہ عورتیں
دوسری عورتوں کا خاکہ اڑائیں کیونکہ ہو سکتا
ہے کہ یہی اُن سے بہتر ہوں اور نہ آپس میں

ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون۔ یا ایہا الذین اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم۔

(سورۂ حجرات)

اپنوں کو عیب لگاؤ اور نہ کسی کے چڑھانے لقب سے پکارو (خصوصاً) فسق و فجور ظاہر کرنے والا ایمان دار کے لیئے سب سے بُرا ہے اور اگر کسی نے اس سے توبہ نہ کی تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ اے باایمان لوگو! زیادہ شبہ کرنے سے بچو، کیونکہ بعض شبہات اور بدگمانیاں (کرنا) گناہ (بن جاتا) ہے اور لوگوں کی برائیوں کی ٹوہ بھی نہ لگاؤ اور نہ تمہارے بعض لوگ بعض کی غیبت کریں کیا تم میں سے کوئی اس بات کو دوست رکھ سکتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے جس کو تم خود ہی بُرا سمجھتے ہو خدا کے واسطے پرہیزگار بنو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے

جناب جعفرؒ سے متعلق حالات کے پیش نظر محسوس ایسا ہوتا ہے کہ جیسے اس پوری آیت میں جعفر بن علی کی طرفداری میں شیعوں کو متنبہ کیا جارہا ہے بہرنوع اگر صحت حدیث کا اصل معیار قرآن حکیم ہے تو پھر جعفر کے متعلق مذکورہ احادیث سراسر رسولؐ اسلام پر افترا اور بہتان فاحش ہیں صحیح بات یہی ہے کہ یہ لقب بپھرے ہوئے عقیدت مند شیعوں یا آتش انتقام میں بھڑکے ہوئے ناکام دشمنوں کی جانب سے ایجاد ہوا اور پھر شیعہ اور غیر شیعہ سب ایک زبان ہوگئے۔ شیعہ غلط فہمی کی وجہ سے اور غیر شیعہ انتقام کی وجہ سے کیونکہ جعفر کے اس دانستہ



کذب کی بدولت دشمنان دین حضرت حجت صلوات اللہ علیہ کو قتل نہ کرپائے۔

## جناب ابوطالبؑ اور جعفرؒ

یہی اور بالکل ایسا ہی غصہ منافقین حضرت ابوطالبؑ پر اُتارتے ہیں یعنی آپ کو کافر کہہ کہہ کر اپنے دل کے پھوڑے ہیں کیونکہ سرور کائنات کے قتل کا سارا منصوبہ صرف ابوطالبؑ کے اظہار کفر سے خاک میں مل گیا بس جس طرح خاتم المرسلین کے چچا ابوطالبؑ نے اپنے بھتیجے کی زندگی اپنے کفر کے اظہار میں مضمر پائی بالکل اسی طرح خاتم المعصومین کے چچا جعفر نے اپنے بھتیجے کی زندگی اپنے انکار امامت میں مضمر پائی اور تمام اہلبیتؑ اور شیعوں کی گلوخلاصی اپنے جھوٹ میں دیکھی اس نصرت دین کا صلہ دونوں ہی کو ملا ایک کو دنیا انتقاماً اب تک کافر کہتی ہے اور دوسرے کو کذّاب۔

## حرف آخر

آخر میں ہم جعفرؒ کے متعلق توقیع مبارکہ پیش کرکے بیان کو ختم کرتے ہیں جس کے بعد حضرت حجت صلوات اللہ علیہ پر ایمان رکھنے والے شیعہ کے لیئے ناممکن ہوجائے گا کہ جعفرؒ بن علی کو کذّاب کے لقب سے یاد کرسکے۔

الکلینی عن اسحاق بن یعقوب قال سألت محمد بن عثمان العمری رح ان یوصل

کلینی نے اسحاق بن یعقوب سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عثمان عمری رح سے عرض کیا کہ میرے چند مسائل

الیٰۃ ما سألت فیہ عن مسائل اشکلت علیّ فورد التوقیع بخط مولانا صاحب الزمان

اما ما سألت عنه ارشدك الله وثبتك الله من امر المنکرین من اهل بیتنا و بنی عمنا فاعلم انه لیس بین الله عزّ و جل و بین احد قرابة و من انکرنی فلیس منی و سبیله سبیل ابن نوحؑ و اما سبیل عمّی جعفر و ولده فسبیل اخوة یوسفؑ (بحار الانوار)

جن میں مجھے اشکال ہو گیا ہے حضرت کی خدمت میں بھجوا دیں چنانچہ امام زمانہؑ کی تحریری توقیع وارد ہوئی۔

خدا راہ نیک کی توفیق تمہارے شامل حال رکھے اور ثابت قدم رکھے تم نے جو منکرین کے سلسلہ میں سوال کیا ہے کہ ہمارے اہل بیت اور ہمارے چچا زاد بھائیوں کا کیا حکم ہے تو تمھیں معلوم ہو جو کوئی میرا انکار کرے اس کا خدا سے کوئی ربط باقی نہیں رہا اور وہ مجھ سے نہیں اس کا حشر پسر نوحؑ کا حشر ہے۔ رہ گئے میرے چچا جعفر اور اُن کی اولاد تو اُن کا معاملہ برادران یوسف کے ایسا ہے۔

توقیع رفیع حضرت صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں اس اہم نکتہ کو آپ نے ضرور غور فرما لیا ہو گا کہ آں حضرت صلوات اللہ علیہ نے امامت سے انکار کرنے والوں کا حکم بالکل علیحدہ بیان فرمایا اور ان منکرین کو ابن نوحؑ قرار دیا ہے لہذا ان لوگوں کے واسطے سوائے ہلاکت و جہنم کے کوئی صورت نہیں اپنے چچا (جعفر) اور چچا زاد بھائیوں (اولاد جعفر) کو منکرین امامت کی فہرست میں شامل نہیں فرمایا بالکل علیحدہ ذکر فرما کر ان لوگوں کو برادران یوسف سے تعبیر فرمایا ہے کیونکہ جناب جعفر نے حسب قدر تدبیریں حفاظت حضرت حجت صلوات اللہ علیہ کے سلسلہ میں



اختیار فرمائیں وہ سب بظاہر مخالفت حضرت حجتؑ میں تھیں اس لئے بنو جعفر نے اپنے باپ کے ظاہری طرز عمل کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے واقعی مخالفت حضرتؑ اختیار کر لی ہوگی جس سے خطرہ ٹل جانے کے بعد سب تائب ہو گئے تھے اسی لئے حضرت نے توقیع مبارکہ میں اُن کو برادران یوسف سے تعبیر فرمایا۔ اور برادران یوسفؑ کے لئے دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن حکیم کس طرح حکایت فرماتا ہے:-

قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا و ان کنّا لخاطئین قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و هو ارحم الرّاحمین۔

(سورۂ یوسف)

ان بھائیوں نے کہا خدا کی قسم آپ کو اللہ نے ہم پر برتر کیا اگرچہ ہم غلطی پر تھے یوسفؑ کہنے لگے کہ اب آج سے تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تمہاری خطائیں بخشے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

لہذا بالفرض اگر جعفر بن علیؑ کے لئے تمام الزامات کو من و عن صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو اب توقیع مبارکہ کے بعد جعفر و بنو جعفر کے لئے کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی جس کی بنا پر اُن کو مورد عتاب برقرار رکھا جائے۔ ہمارے خیال میں اس کے بعد مزید کسی قسم کی تشریح کی بھی ضرورت نہیں ہے طالبان حق کے لئے اسقدر بہت کافی ہے۔

---

پبلیشر:- سید ابن حسین نقوی

# کربلا کے تعلیمات

۱۔ اس دنیا کی زندگی کو چند روزہ، اور حیاتِ آخرت کو جاودانی سمجھو۔

۲۔ انسانیت کے اعلیٰ اقدار کی حفاظت اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لو۔

۳۔ خلقِ خدا کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد سے بلندتر قرار دو۔

۴۔ حق و صداقت کی راہ میں ہر قربانی کے لیئے تیار رہو۔

۵۔ اپنے دامن پر حمایت باطل کا دھبّہ نہ آنے دو۔

۶۔ باطل کی مادّی قوّتوں سے کبھی مرعوب نہ ہو۔

۷۔ امن و امان کی حفاظت کے لیئے آخری منزل تک ہر ممکن سعی کرتے رہو۔

۸۔ جب تک باطل سے تصادم لازمی نہ ہو جائے خاموشی



کے ساتھ اصلاح کی کوشش کرتے رہو۔

۹۔ اپنے میں اتنی قوّتِ برداشت پیدا کرو کہ باطل ظلم کرتے کرتے تھک جائے اور تم پہاڑ کی طرح اپنے مسلک پر قائم رہو۔

۱۰۔ صرف خدا کا یقین ہی انسان کو حق کی حمایت میں بڑی سے بڑی قربانی کے لیئے تیار کر سکتا ہے۔

۱۱۔ اس کا یقین رکھو کہ نتیجتاً کامیابی اُن ہی کے لیئے ہے جو حق پر قائم رہیں۔

۱۲۔ ایک دوسرے کو "حق" پر قائم رہنے کی وصیت اور مصائب پر "صبر" کرنے کی تلقین کرتے رہو۔

۱۳۔ جب طاغوتی قوتوں سے ٹکراؤ لازمی ہو جائے تو پھر تمھاری مثال بنیانٌ مرصوص" (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) کی سی ہونا چاہیئے۔

۱۴۔ **دیکھو! عزّت کی موت ذلّت کی زندگی سے بہتر ہے۔**

**امامیہ مشن لکھنؤ ۳ (ہندوستان)**

# حسینؑ مظلوم کے خونِ ناحق کی نشر و اشاعت

## ہمارا اہم ترین دینی فریضہ

آپ کا امامیہ مشن اس اہم فریضہ دینی کے تکملہ میں مشغول ہے اور اسی مقصد کے لیے "حسینی فنڈ" قائم کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے مختلف زبانوں میں واقعہ کربلا پر لٹریچر کی اشاعت کیجا رہی ہے جو "یوم عاشور" ہر سال دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلا قیمت تقسیم ہو رہا ہے اور اب اقوام عالم کربلا کی عظیم قربانیوں اور اس کے پس منظر سے با خبر ہو کر اسلام حقیقی سے متعارف ہو رہے ہیں۔

اس فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی شکریہ کے ساتھ قبول کیجاتی ہے اور معطیان کو انکی رقم عطیہ کے بعد منہائی اخراجات ڈاک دوگنی قیمت کا لٹریچر اردو ہندی یا انگریزی جس زبان میں مطلوب ہو محرم سے قبل ہی ارسال کر دیا جاتا ہے جس کو وہ خود ہی اپنے وہاں برادران وطن میں مفت تقسیم کر کے ماجور ہوتے ہیں

تمام عاشقان حسینؑ مظلوم ارواحنا لہ الفدا سے التدعا ہے کہ وہ اس فنڈ میں ہر ممکن امداد فرما کر عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

سید اختر عباس
اورنگ آباد